نمازِ شب

ترتیب و تدوین

سیّد حماد رضا بخاری

نمازِ شب

ترتیب و تدوین

سیّد حماد رضا بخاری

فہرست

مقدمہ	8
نمازِ شب اور اس کی فضیلت و اہمیت	9
تہجد قرآن میں	9
نمازِ تہجد اور شب بیداری کے اَجر و ثواب انسانی پیمانوں سے متعین کرنا ممکن نہیں ہے	10
نمازِ تہجد روایات میں	10
مسافر کو نمازِ شب کی تلقین	13
نمازِ شب گناہوں کی وجہ سے ترک ہوتی ہے	13
نمازِ شب کے آثار و برکات، احادیث کی روشنی میں	14
آخر شب کی دو رکعت نماز پوری دُنیا سے زیادہ محبوب	14
آخرت میں انسان کی زینت	14
اللہ کی دوستی کا سبب	14
بافضیلت ترین مستحب نماز	15
مؤمن کے لئے باعث فخر و اعزاز	15
مؤمن کی شرافت کا معیار	16

فرشتوں پر اللہ کا فخر و مباہات 16

حقیقی شیعہ کی علامت 17

قربِ الٰہی، بیماری سے نجات، گناہوں سے دُوری اور پردہ پوشی 17

صحتِ بدن، اللہ کی رحمت و خوشنودی اور انبیا کا طریقہ 17

چہرے کا حُسن، حُسنِ اخلاق، رزق میں اضافہ، ادائے قرض،

غم و ھم کا دُور ہو جانا اور بصارت کی روشنی 18

رزق کی ضمانت 18

عذاب قبر سے امان، طولِ عمر اور گھر کی نورانیت 19

نمازِ شب کے متعدد فوائد اور برکات 20

نمازِ شب زمین والوں سے بلاؤں کو دفع کرتی ہے 21

نمازِ شب کی کیفیت 22

نمازِ شب کے احکام 23

نمازِ شب کی کم از کم رکعتیں 23

نمازِ شب کا وقت 23

نمازِ شب میں اختصار اور قضا 24

دوسرا حصّہ 25

نمازِ شب کتاب وسنت کی روشنی میں 25

کتاب (قرآن مجید) کی روشنی میں 25

پہلی آیہ شریفہ 25

دوسری آیہ شریفہ	27
تیسری آیہ شریفہ	28
چوتھی آیہ شریفہ	31
پانچویں آیہ شریفہ	32
چھٹی آیہ شریفہ	33
ساتویں آیہ شریفہ	34
آٹھویں آیہ شریفہ	35
نویں آیہ شریفہ	36
دسویں آیہ شریفہ	37
گیارہویں آیہ شریفہ	39
سنت کی روشنی میں	40
پہلی حدیث، اے علی میں تجھے نمازِ شب کی وصیّت کرتا ہوں	41
دوسری حدیث، تین چیزیں مومنین کے لیے خوشی کا باعث ہیں	45
تیسری حدیث، ابراہیم علیہ السلّام خلیل اللہ	48
نمازِ شب کی اہمیت اورعظمت بیان کرنے والی روایات	51
نمازِ شب باعثِ شرافت	51
نمازِ شب محبتِ خدا کا سبب	52
نمازِ شب زینت کا باعث	54
اہل بیت علیہم السلّام کے لیے حکم	57

نمازِ شب سے محروم شخص خسارے میں ہے	59
مجھے اُس شخص سے نفرت ہے جونمازِ شب نہ پڑھے	61
نمازِ شب ادا کرنے والے میاں بیوی	64
”ان ناشئة اللیل“ اور ”وسبحه لیلا طویلا“ سے مراد	66
حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا	69
نمازِ شب پر خدا کا فرشتوں کے سامنے بندے کے کردار پر فخر	71
نمازِ شب پڑھنے والا فرشتوں کا امام	73
نمازِ شب باعثِ خوشنودیِ خداوند	77
بستر کو چھوڑ کر پروردگار سے راز و نیاز کرنے والا	80
نمازِ شب پڑھنے کا ثواب	81
نمازِ شب اور چہاردہ معصومین (علیہم السّلام) کی سیرت	84
الف) پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی سیرت	84
ب) حضرت علی کی سیرت	85
ج) حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی سیرت	86
د) حضرت زینب (سلام اللہ علیہا) کی سیرت	87
ر) نماز شب اور باقی ائمہ (علیہم السّلام) کی سیرت	88
د) علماء کی سیرت اور نماز شب	90
الف) نماز شب اور امام خمینی کی سیرت	91
ب) شہید مطہری کی سیرت	92

ج) نماز شب اور علاّمہ طباطبائی کی سیرت 93
د) نمازِ شب اور شہید قدّوسی کی سیرت 94
ر) نماز شب اور مرحوم شیخ حسن مہدی آبادی کی سیرت 95
ماخذ 96

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ

مقدمہ

اگرچہ نمازِ شب واجب نہیں ہے مگر اس کی تاکید اتنی زیادہ ہے اور اس کے فضائل و برکات اس قدر ہیں کہ بقولِ امام صادق علیہ السّلام اسے ترک کرنے والا خسارے میں ہے۔ حتیٰ کہ امام علیہ السّلام یہ تک فرما دیا کہ مجھے اُس شخص سے نفرت ہے جو نمازِ شب نہ پڑھے۔

زیرِ نظر کتاب نمازِ شب کے عنوان سے احکامِ الٰہی ، احادیث مبارکہ اور فضائلِ نمازِ شب پر مشتمل ہے۔ حقیر نے مختلف ذرائع سے حاصل کردہ کچھ مضامین اس کتاب میں معمولی کمی بیشی کے ساتھ یکجا کیے ہیں تاکہ مومنین کرام اس سے خوب مستفید ہو سکیں۔

سیّد حماد رضا بُخاری

فیصل آباد، پاکستان

27 نومبر، 2017ء

نمازِ شب اور اس کی فضیلت و اہمیت

تہجد یا نمازِ تہجد یا نمازِ شب (عربی میں: اَلتَّهَجّد یا صلاۃُ اللَّیلِ) اہم ترین مستحب نماز ہے جو گیارہ رکعتوں پر مشتمل ہے اور نصف شب سے طلوعِ فجر تک ادا کی جاتی ہے۔ آیتِ کریمہ: ''وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ○''[1] کے تحت، تہجد رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر واجب اور دوسرے مؤمنین کے لئے مستحب ہے۔ روایات میں اس کی بجا آوری پر تاکید ہے اور اس کو مؤمن کے لیے روزانہ کے گناہوں کا کفارہ، قبر کی وحشت کے ازالے کا سبب اور رزق و روزی کا ضامن قرار دیا گیا ہے اور تلقین کی گئی ہے کہ اس نماز کا مقررہ وقت گذر جانے کی صورت میں اس کی قضا پڑھی جائے۔

نمازِ شب کی 11 رکعتیں پڑھنا لازم نہیں ہے، ان کو کم بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں آخری تین رکعتوں (یعنی شَفع کی دو رکعتوں اور وَتر کی ایک رکعت) کی فضیلت زیادہ ہے۔

تہجد قرآن میں:

سورہ اسراء کی آیت ۷۹ میں یہ نماز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر واجب جانی گئی ہے اور اس کو مقامِ محمود تک پہنچنے کی تمہید قرار دیا گیا ہے:

---

[1] سورۃ اسراء، آیت:79

وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ۝٧٩

(اور رات کے کچھ حصّہ میں نمازِ تہجد پڑھیے، جو کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے ایک مختص حکم ہے، کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا رب ایک لائقِ تعریف مقام (مقامِ شفاعت) پر کھڑا کرے۔) [1]

اگر چہ لفظ تہجد جس سے مراد رات کے وقت کی نماز و عبادت ہے قرآن کریم میں ایک بار آیا ہے لیکن مختلف سورتوں میں شب بیداری اور راتوں کے پچھلے پہر کے استغفار پر تاکید اور تصریح ہوئی ہے۔

سحر کی مغفرت طلبی پرہیزگاروں کی خصوصیت [2] اور شب بیداری خدائے رحمان کے بندوں [3] اور حقیقی مؤمنین [4] کی صفت گردانی گئی ہے اور یہ دونوں خصوصیات بھی اسی تناظر میں دیکھی گئی ہیں۔

نمازِ تہجد اور شب بیداری کے اَجر وثواب انسانی پیمانوں سے متعین کرنا ممکن نہیں ہے:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِىَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝١٧

(تو کوئی آدمی نہیں جانتا جو اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ رکھی گئی ہے صلے میں

---

[1] سورۃ اسراء، آیت:79

[2] سورۃ آل عمران، آیات: 16-17

[3] سورۃ فرقان، آیت: 64

[4] سورۃ سجدہ، آیت: 16

اُس کے جو وہ اعمال کرتے تھے۔) [۱]

سورہ مزمل کی دوسری آیت : قُمِ اللَّيۡلَ إِلَّا قَلِيلاً○ (رات نماز میں گزاریے مگر کچھ تھوڑا حصّہ۔) [۲] میں، ابتدائی طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی میں تمام مؤمنین کو تہجد کی دعوت دی گئی ہے۔

نمازِ تہجد روایات میں:

احادیث میں نمازِ تہجد کے قیام پر بہت تاکید ہوئی ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے امام علی علیہ السّلام سے وصیّت کرتے ہوئے تین مرتبہ نمازِ شب پر تاکید فرمائی:

وَعَلَيۡكَ بِصَلوةِ اللَّيۡلِ وَعَلَيۡكَ بِصَلوةِ اللَّيۡلِ وَعَلَيۡكَ بِصَلوةِ اللَّيۡلِ○

(ترجمہ تم پر لازم ہے نمازِ شب ادا کرنا، تم پر لازم ہے نمازِ شب ادا کرنا، تم پر لازم ہے نمازِ شب ادا کرنا۔) [۳]

اور ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام مسلمانوں سے فرمایا:

عَلَيۡكُمۡ بِصَلاةِ اللَّيۡلِ وَلَوۡ رَكۡعَةً واحِدَةً. فَإِنَّ صَلاةَ اللَّيۡلِ مِنۡهاةٌ عَنِ الۡاِثۡمِ، وَتُطۡفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ تَبارَكَ وَتَعالى، وَتَدۡفَعُ عَنۡ اَهۡلِها حَرَّ النّارِ يَوۡمَ الۡقِيامَةِ○

(تم پر لازم ہے نمازِ شب ادا کرنا، خواہ وہ ایک رکعت ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ نمازِ شب

---

[۱] سورۃ سجدہ، آیت:17

[۲] سورۃ مزمل، آیت:2

[۳] کلینی، کافی، ج8، ص79

انسان کو گناہ سے باز رکھتی ہے اور انسان کے لیے اللہ کے غضب کو بجھا دیتی ہے اور قیامت میں آگ کی جلن کو دُور کردیتی ہے۔) [۱]

اور فرمایا کہ اگر انسان بوقتِ تہجد، اس کے قیام سے محروم ہوجائے تو اس کی قضا بجا لائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

اِنَّ اللہَ یُباھِی بِالْعَبْدِ یقْضی صَلاۃَ اللَّیلِ بِالنَّھارِ، یقُولُ، مَلائِکَتی عَبْدی یقْضی مالَمْ اَفْتَرِضْہُ عَلَیہِ، اِشْھَدُوا اَنّی قَدْ غَفَرْتُ لَہُ○

(یقیناً اللہ اُس بندے پر فخر کرتا ہے جو نمازِ شب کی قضا دن کو بجا لاتا ہے، اور اللہ ارشاد فرماتا ہے،"اے میرے فرشتو! میرا بندہ ایسے عمل کی قضا بجا لا رہا ہے جو میں نے اس پر واجب نہیں کیا، گواہ رہو کہ یقیناً میں نے اس کو بخش دیا۔") [۲]

اوراس کے برعکس، اس کے ترک کرنے والوں کو گھاٹے میں ہونے والوں کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے۔ جیسا کہ امام صادق علیہ السّلام نے سلیمان الدیلمی سے مخاطب ہوکر فرمایا:

یا سُلَیمانُ لا تَدَعْ قِیامَ اللَّیلِ فَاِنَّ الْمَغْبُونَ مَنْ حُرِمَ قِیامَ اللَّیلِ○

(ترجمہ اے سلیمان! راتوں کو نماز کے لئے کھڑا ہونا مت چھوڑنا،
کیونکہ ہارا ہُوا مغبون وہ شخص ہے جو شب بیداری سے محروم ہو۔) [۳]

---

[۱] متقی ہندی، کنز العمال، ج7، ص791، ح21431

[۲] مجلسی، بحار الانوار، ج84، ص202

[۳] مجلسی، بحار الانوار، ج84، 146

مسافر کو نمازِ شب کی تلقین:

مروی ہے کہ مسافر کو بھی نمازِ شب کی تلقین کی گئی ہے۔ ابراہیم بن سیابہ کہتے ہیں کہ میرے خاندان میں سے ایک فرد نے امام حسن عسکری علیہ السّلام کو خط لکھا اور مسافر کی نمازِ تہجد کے بارے میں دریافت کیا تو امام (علیہ السّلام) نے جواباً تحریر فرمایا:

فَضْلُ صَلاۃِ الْمُسافِرِ اَوَّلَ اللَّیلِ

کَفَضْلِ صَلاۃِ الْمُقِیمِ فِی الْحَضَرِ مِنْ آخِرِ اللَّیلِ○

(اوّل شب کو مسافر کی نمازِ شب کی فضیلت

غیر مسافر شخص کی آخر شب کی فضیلت سے زیادہ ہے۔)[1]

اہلِ سنت کی بعض حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمازِ شب ظہورِ اسلام کے اوائل میں واجب تھی، بعد میں مستحب ہوئی۔[2]

نمازِ شب گناہوں کی وجہ سے ترک ہوتی ہے:

ایک شخص امیرالمومنین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا، ''اے امیرالمومنین! میں نمازِ شب سے محروم ہوگیا ہوں۔'' تو آپ (علیہ السّلام) نے فرمایا:

أَنْتَ رَجُلٌ قَدْ قَیدَتْكَ ذُنُوبُكَ○

(تم وہ مرد ہو جسے گناہوں نے جکڑ رکھا ہے۔)

---

[1] مجلسی، بحار الانوار، ج84، 210

[2] طبری، جامع البیان، ج29، ص163

نمازِ شب کے آثار و برکات، احادیث کی روشنی میں

آخر شب کی دو رکعت نماز پوری دُنیا سے زیادہ محبوب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا، ’’ اَلرَّکعَتانِ فِی جَوْفِ اللَّیلِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنیا وَما فِیها ‘‘[1] یعنی آخر شب کی دو رکعت نماز پوری دُنیا سے زیادہ محبوب ہے۔

آخرت میں انسان کی زینت:

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا، ’’اَلمالُ وَالْبَنُونُ زینَةُ الْحَیوةِ الدُّنیا وَثَمانُ رَکعاتٍ مِنْ آخِرِ اللَّیلِ وَالْوَتْرُ زینَةُ الآخِرَةِ، وَقَدْ یَجْمَعُهَا اللهُ لِاَقْوامٍ ‘‘ [2] یعنی مال اور اولاد تو دُنیاوی زندگی کی زینت ہیں مگر آخر شب کی آٹھ رکعتیں اورایک رکعت وَتر آخری زندگی کی زینت ہیں جو خدا اپنے خاص بندوں کو بخشتا ہے۔

اللہ کی دوستی کا سبب:

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اُنھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

---

[1] مجلسی، بحارالانوار، ج84، ص148

[2] مجلسی، بحار الانوار، ج84، ص150

وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، ''مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیمَ خَلیلاً اِلاَّ لاِطْعامِہِ الطَّعامَ، وَصَلاٰتِہِ بِاللَّیلِ وَالنَّاسُ نِیامٌ'' [1] یعنی اللہ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السّلام کو اس لیے چُنا کہ جب دوسرے سو رہے ہوتے تھے تو وہ نمازِ شب ادا کیا کرتے تھے اور لوگوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

بافضیلت ترین مستحب نماز:

اَفْضَلُ الصَّلاۃِ بَعْدَ الصَّلاۃِ الْمَکْتُوبَۃِ الصَّلاۃُ فِی جَوْفِ اللَّیلِ○ [2]

یعنی واجب نمازوں کے بعد افضل ترین نماز نمازِ شب ہے۔

مؤمن کے لئے باعث فخر واعزاز:

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا، ''ثَلاثَۃٌ ھُنَّ فَخْرُ الْمُؤْمِنِ وَزِینَۃٌ فِی الدُّنْیا وَالآخِرَۃَ: اَلصَّلاۃُ فِی آخِرِ اللَّیلِ، وَیأْسُہُ مِمّا فِی اَیدی النّاسِ، وَوِلایَۃُ الاِمامِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہِ'' [3]

یعنی تین چیزیں مومن کے لیے باعثِ فخر اور دُنیا و آخرت کے لیے باعثِ زینت ہیں:

۱) نمازِ شب۔

۲) دوسروں کے پاس جو ہے اُس کی اُمید نہ رکھنا (یعنی اُس کی خواہش نہ کرنا)۔

۳) آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امام (امامِ زمانہ علیہ السّلام) کی ولایت۔

---

[1] مجلسی، بحار الانوار، ج84، ص144

[2] متقی ہندی، کنز العمال، ج7، 784، ح21397

[3] مجلسی، بحارالانوار، ج84، ص140

مؤمن کی شرافت کا معیار:

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا، "شَرَفُ الْمُؤْمِنِ صَلاتُهُ بِاللَّيلِ، وَعِزُّهُ كَفُّ الاَذى عَنِ النّاسِ"[۱] یعنی مومن کی شرافت کا معیار نمازِ شب ہے اوراُس کی عظمت و بڑائی یہ ہے کہ وہ دوسروں کو اذیّت و آزار نہ دے۔

فرشتوں پر اللہ کا فخر و مباہات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا، "إِذَا قَامَ الْعَبْدُ مِنْ لَذِيذِ مَضْجَعِهِ وَالنُّعَاسُ فِي عَيْنَيْهِ لِيُرْضِيَ رَبَّهُ بِصَلَاةِ لَيْلِهِ بَاهَى اللهُ بِهِ الْمَلَائِكَةَ وَقَالَ أَمَا تَرَوْنَ عَبْدِي هَذَا قَدْ قَامَ مِنْ لَذِيذِ مَضْجَعِهِ لِصَلَاةٍ لَمْ أَفْرِضْهَا عَلَيْهِ اشْهَدُوا أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَه"[۲]

یعنی جب کوئی بندہ اپنے آقا کو نصف شب کے وقت کہ جس وقت ہرطرف تاریکی ہی تاریکی ہو پکارتا ہے اور راز و نیاز کیا کرتا ہے تو خدا وند اُس کے دِل کو نور سے منور کردیتا ہے اور پھر فرشتوں سے کہتا ہے کہ اے میرے سچے ماننے والے فرشتو! میرے اس بندے کی طرف دیکھو جو رات کی تاریکی میں میری عبادت میں مشغول ہیں حالانکہ مجھے نہ ماننے والے لوگ کھیل وکود میں مصروف اور میرے ماننے والے غافل خوابِ غفلت میں غرق ہیں لہٰذا تم گواہ رہو کہ میں نے اِس کے تمام گناہوں کو معاف کردیا ہے۔

---

[۱] مجلسی، بحار الانوار، ص141

[۲] مجلسی، بحار الانوار، ج84، ص156

حقیقی شیعہ کی علامت:

امام صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں،''لَیسَ مِنۡ شیعَتِنا مَنۡ لَمۡ یصَلِّ صَلاةَاللَّیلِ ''[1]

یعنی جونمازِ شب ادانہیں کرتا وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے۔

قربِ الٰہی، بیماری سے نجات، گناہوں سے دُوری اور پردہ پوشی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

'' عَلَیکمۡ بِصَلاةِ اللَّیلِ فَاِنَّہُ دَأْبُ الصّالِحینَ قَبۡلَکُمۡ، وَاِنَّ قِیامَ اللَّیلِ قُرۡبٌ اِلَی اللهِ، وَمِنۡهاةٌ عَنِ الاِثۡمِ، وَتَکفیرُ السَّیئاتِ وَمَطۡرَدَةُ الدّاءِ فِی الۡجَسَدِ''[2]

یعنی نمازِ شب ادا کیا کرو کہ یہ تم سے پہلے بھی اللہ کے نیک بندوں کا طریقہ تھا اور شب بیداری (کی عبادت) انسان کو اللہ کے نزدیک کرتی ہے، گناہوں سے دُور کرتی ہے، گناہوں کی پردہ پوشی کرتی ہے اور بیماری کو دُور کرتی ہے۔

صحتِ بدن، اللہ کی رحمت وخوشنودی اور انبیا کا طریقہ:

امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا:

'' قیامُ اللَّیلِ مُصِحَّةٌ لِلۡبَدَنِ، وَمَرۡضاةٌ لِلرّبِّ عَزَّوَجَلَّ، وَتَعَرُّضٌ لِلرَّحۡمَةِ

---

[1] مجلسی، بحار الانوار، ج84، ص162

[2] مجلسی، بحار الانوار، ج84، ص122

وَتَمَسُّكٌ بِأَخْلَاقِ النَّبِيِّينَ'' [1]

یعنی شب بیداری (نمازِ شب) بدن کو صحت بخشتی ہے اور اللہ عز وجل کو خوش کرتی ہے اور یہ اُس کے رحم و کرم کا ذریعہ ہے اور انبیا کا طریقہ ہے۔

چہرے کا حُسن، حُسنِ اخلاق، رزق میں اضافہ، ادائے قرض، غم و همّ کا دُور ہوجانا اور بصارت کی روشنی: [2]

حضرت امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا'' صَلَاةُ اللَّيْلِ تُحَسِّنُ الْوَجْهَ، وَتُحَسِّنُ الْخُلُقَ، وَتُطَيِّبُ الرِّيحَ، وَتُدِرُّ الرِّزْقَ، وَتَقْضِي الدَّيْنَ، وَتَذْهَبُ بِالْهَمِّ، وَتَجْلُو الْبَصَرَ'' [3]

یعنی نمازِ شب چہرے کو حُسن بخشتی ہے اور اخلاق کو سنوارتی ہے اور روح کو پاک کرتی ہے اور رزق میں اضافہ کرتی ہے اور قرض کو ادا کرتی ہے اور غم کو دُور کرتی ہے اور انسان کو نُور بخشتی ہے۔

رزق کی ضمانت:

امام صادق علیہ السّلام نے فرمایا،

''كَذِبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَجُوعُ إِنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ تَضْمِنُ

---

[1] مجلسی، بحارالانوار، ج84، ص144

[2] حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج۵

[3] حر عاملی، وسائل الشیعۃ، ج5، ص272

رِزْقَ النَّهارَ ○ [۱]

یعنی وہ جھوٹا ہے جو کہے کہ میں نے نمازِ شب ادا کی مگر مجھے رزق نہ ملا کیونکہ نمازِ شب رزق کی ضمانت ہے۔

عذاب قبر سے امان، طولِ عمر اور گھر کی نورانیت:

امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا، ''عَلَیکُمْ بِصلاةِ اللَّیلِ فَما مِنْ عَبْدٍ یقُومُ آخِرَ اللَّیلِ فَیصَلِّی ثَمانَ رَکَعاتٍ وَرَکعَتَی الشَّفْعِ وَرَکعَةَ الْوَتْرِ وَاسْتَغْفَرَ اللهَ فی قُنُوتِهِ سَبْعِینَ مَرَّةً اِلاّ اُجیرُ مِنْ عَذابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذابِ النّارِ، وَمُدَّلَهُ فِی عُمْرِهِ، وَوُسِّعَ عَلَیهِ فِی مَعِیشَتِهِ، ثُمَّ قالَ علیه السَّلام: اِنَّ الْبَیوتَ الَّتی یصَلّی فِیها بِاللَّیلِ یزْهَرُ نُورُها لِاَهْلِ السَّماءِ کَما یزْهَرُ نُورُ الْکَواکِبِ لِاَهْلِ الْاَرْضِ'' [۲]

یعنی ایسا کوئی بندہ نہیں جو آخر شب بیدار ہو اور آٹھ رکعت نماز شب اور دو رکعت نمازِ شَفع اور ایک رکعت نمازِ وَتر ادا کرے اور قنوت میں ستر بار استغفار کرے اور اُسے خدا عذابِ قبر اور آتشِ جہنم سے پناہ نہ دے اور اُس کی عمر کو طویل نہ کرے اور اُسے زندگی میں کشادگی عطا نہ کرے۔ چنانچہ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ جس گھر میں نمازِ شب پڑھی جاتی ہے وہ گھر آسمان والوں کو یوں روشن نظر آتا ہے جیسے زمین والوں کو ستارے روشن نظر آتے ہیں۔

---

[۱] مجلسی، بحارالانوار، ج84، ص154

[۲] مجلسی، بحار الانوار

نمازِ شب کے متعدد فوائد و برکات:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا،''صَلاۃُ اللَّیلِ مَرضاۃُ الرّبِّ، وَحُبُّ الْمَلائِکَۃِ، وَسُنَّۃُ الاَنْبِیاء، وَنُورُ الْمَعْرِفَۃِ، وَاَصْلُ الاِیمانِ، وَراحَۃُ الاَبْدانِ، وَ کَراھِیۃُ الشَّیطانِ، وَسِلاحٌ عَلَی الاَعْداءِ، وَ اِجابَۃٌ لِلدُّعاءِ، وَقَبُولُ الاَعْمالِ، وَبَرَکَۃٌ فی الرِّزْقِ، وَشفیعٌ بَینَ صاحِبِھا وَبَینَ مَلَكِ الْمَوْتِ، وَسِراجٌ فی قَبْرِہِ وَفِراش تَحْتَ جَنْبِہِ، وَجوابٌ مَعَ مُنْکرٍ وَنَکِیرٍ، وَمُونِسٌ وَزائِرٌ فِی قَبْرِہِ اِلی یوْمِ الْقِیامَۃِ'' [1]

یعنی نمازِ شب سے اللہ کی خوشنودی اور ملائکہ کی دوستی حاصل ہوتی ہے اور یہ انبیائے کرام (علیہم السّلام) اور تمام زمانوں کے صالحین کی سنت اور اصلِ ایمان ہے، اس سے بدن کی راحت، شیطان سے کراہت اور گناہوں سے پناہ ومغفرت حاصل ہوتی ہے، یہ دشمن کے مقابلے میں ہتھیار ہے اور اس سے دُعا کی استجابت، اعمال کی قبولیت، رزق میں برکت، صالحین اور عزرائیل (علیہ السّلام) کے ہاں شفاعت اور قبر کی نورانیت ملتی ہے اور یہ قبر میں روزِ قیامت تک مونس وہم نشیں رہے گی۔

نمازِ شب زمین والوں سے بلاؤں کو دفع کرتی ہے:

امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا،''اِنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ اِذا اَرادَ اَنْ یصیبَ اَھْلَ الاَرْضِ بِعَذابٍ قالَ لَوْلاَ الَّذِینَ یتَحابُّونَ بِجَلالی، وَیعْمُرُونَ

---

[1] مجلسی، بحار الانوار

مَساجِدی وَیسْتَغْفِرُونَ بِالْاَسْحارِ لاَنْزَلْتُ بِهِمْ عَذابی"[1] یعنی اللہ عزوجل کا عذاب زمین والوں پر نازل ہوتا اگر مساجد نہ ہوتیں اور نمازِ شب میں استغفار کرنے والے نہ ہوتے تو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

---

[1] مجلسی، بحارالانوار، ص ۱۵۰

نمازِ شب کی کیفیت

نمازِ شب کی رکعتوں کی تعداد 11 ہے جن کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے:

آٹھ رکعتیں (چار دو رکعتی نمازوں کی صورت میں) نافلۂ شب کی نیّت سے، دو رکعت نمازِ شَفع کی نیّت سے، پہلی رکعت میں سورۃ حمد اور سورۃ الناس، اور دوسری رکعت میں سورۃ حمد اور سورۃ فلق پڑھی جائے۔ ایک رکعت نماز وَتر کی نیّت سے[1] جس میں بہتر ہے کہ سورۃ حمد کے بعد تین مرتبہ سورۃ توحید اور ایک ایک مرتبہ سورۃ فلق اور سورۃالناس، پڑھی جائیں۔ اس نماز میں طولِ قنوت پر زیادہ تاکید ہوئی ہے۔

مستحب ہے کہ وَتر کے قنوت میں 40 مؤمنین کے لئے دُعا یا طلبِ مغفرت کی جائے، 70 مرتبہ ذکر ''اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي وَاَتُوبُ اِلَيهِ۝''، سات مرتبہ ''هٰذا مَقامُ الْعائِذِ بِكَ مِنَ النّارِ۝'' (ترجمہ یہ اُس شخص کا مقام [کھڑے ہونے کی جگہ] ہے جو تیری آگ سے تیری بارگاہ میں پناہ لایا ہے)، 300 مرتبہ ''اَلعَفْو'' (اس سے کم تعداد میں پڑھنا بھی جائز ہے)، اور پھر یہ دعا پڑھے، ''رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوّابُ الرَّحِيمُ۝'' (ترجمہ اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما اور میری توبہ قبول کر، یقیناً تُو بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے)۔ ''هذا مَقامُ الْعائِذِ بِكَ مِنَ النّارِ۝''

---

[1] قمی، مفاتیح الجنان، کتاب باقیات الصالحات، کیفیت نمازِ شب

نمازِ شب کا سب سے زیادہ با فضیلت حصّہ، نمازِ وَتر اور نمازِشَفع ہے اور ان دونوں میں سے نمازِ شَفع کو نمازِ وَتر سے افضل بیان کیا گیا ہے۔[۱]

نمازِشب کے احکام

نمازِ شب کی کم سے کم رکعتیں:

نمازِ شب کے سلسلے میں نمازشَفُع و وَتر پر، اور وقت کی قلت کی صورت میں صرف نماز وَتر پر اکتفا کیا جاسکتا ہے۔

نمازِشب کا وقت:

نمازِ شب کا وقت شرعی نصف شب سے فجر صادق تک ہے اور سحر کا وقت دوسرے اوقات سے بہتر ہے اور زیادہ فضیلت رکھتا ہے، اور رات کا پورا تیسرا پہر سحر سمجھا جاتا ہے اور افضل یہ ہے کہ نمازِ شب کو سحر کے قریب پڑھا جائے۔

جائز ہے کہ انسان نمازِ شب کو بیٹھ کر پڑھے، تو بہتر ہے کہ بیٹھ کر پڑھی جانی والی ہر دو رکعت نماز کو ایستادہ پڑھے جانے والی ایک رکعت قرار دیا جائے۔[۲]

مسافر، نیز وہ شخص، جس کے لئے نصف شب کے بعد نافلۂ شب پڑھنا دشوار ہے، اوّل شب میں نمازِ شب ادا کرسکتا ہے۔

---

[۱] قمی، مفاتیح الجنان، ص869-872

[۲] قمی، مفاتیح الجنان، ص869-872

نمازِ شب میں اختصار اور قضا:

نمازِ شب کی رکعتوں میں سورۃ الحمد کے بعد دوسری سورت پڑھنا لازمی نہیں ہے اور نماز گزار سورۃ الحمد پر اکتفا کرسکتا ہے (اگرچہ سورۃ الحمد کے بعد دوسری سورت پڑھنے کی فضیلت زیادہ ہے)، نیز دوسری رکعت میں قنوت پڑھنا مستحب ہے اور قنوت کے بغیر بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ نمازِ وتر، یک رکعتی نماز ہے اور اس کو قنوت کے بغیر بھی پڑھا جاسکتا ہے اور ضروری نہیں ہے کہ گیارہ رکعتوں کو یکے بعد دیگرے اور بیک وقت پڑھا جائے بلکہ اگر تہجد کو رات کے مختلف اوقات میں الگ الگ پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ مستحب نماز (منجملہ نمازِ شب) میں کمی یا بیشی کے لئے سجدہ سہو بجا بھی لانا ضروری نہیں ہے۔

اگر نمازگزار نمازِ شب میں مصروف ہو اور اذان کا وقت آن پہنچے اور اُس نے نمازِ شب کی چار رکعتیں پڑھ لی ہوں تو باقیماندہ نماز کو مختصر کر کے پڑھ سکتا ہے، لیکن اگر اُس نے نمازِ شب کی چار رکعتیں مکمل نہ کی ہوں تو جو دو رکعتیں اُس نے پڑھ لیں اُسی پر اکتفا کرے، اس کے بعد نافلۂ صبح پڑھ لے اور دو رکعت نماز صبح ادا کرے اور بعدازاں باقیماندہ نمازِ شب کو قضا کرے۔ نمازِ شب کی قضا اس کے قبل از وقت پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے لہٰذا اگر اس کو یقین ہو کہ قضائے نمازِ شب اس سے فوت نہ ہوگی تو قضا کو ترجیح حاصل ہے۔[1]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ○

[1] میرزا غلام رضا عرفانیان، صلاۃ اللیل، ص 125-126

دوسرا حصہّ

نمازِ شب کتاب وسنّت کی روشنی میں

نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت کو تین چیزوں کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے:

۱۔ کتاب (قرآن مجید) کی روشنی میں۔

۲۔ سنت کی روشنی میں۔

۳۔ اہلِ بیت علیہم السّلام اور مجتہدین کی سیرت کی روشنی میں۔

کتاب (قرآن) کی روشنی میں:

نمازِ شب کی اہمیت بیان کرنے والی آیات دوقسم کی ہیں:

(۱) وہ آیات جو نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت کو صریحاً بیان کرتی ہیں۔

(۲) وہ آیات ہیں جو نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت کو ظاہراً بیان کرتی ہیں۔

وہ آیات جو صریحاً نمازِ شب کی اہمیت کو بیان کرتی ہیں وہ متعدد آیات ہیں:

پہلی آیہ شریفہ:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝۷۹

(اور رات کے کچھ حصّہ (پچھلے پہر) میں قرآن کے ساتھ بیدار رہیں (نماز تہجد پڑھیں) یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اضافہ ہے۔ عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پروردگار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مقامِ محمود پر فائز کرے گا۔) [۱]

تفسیر آیہ:

آیہ شریفہ کی تفسیر کے بارے میں مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ خطاب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا نمازِ شب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر واحب تھی جبکہ باقی لوگوں پر مستحب ہے جیسا کہ اس مطلب کی طرف حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے بھی اشارہ فرمایا ہے جسے شیخ طوسی علیہ رحمہ نے سند معتبر کے ساتھ عمار ساباطی سے یوں نقل کیا ہے: ''عن عمار ساباطی قال کنا جلوسا عند ابی عبد اللہ بمنی فقال لہ رجل ماتقول فی النوافل فقال فریضۃ قال ففزعنا وفزع الرجل فقال ابوعبد اللہ علیہ السّلام انما اعنی صلوۃ الیل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ ان اللہ یقول ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لك'' [۲]

عمار ساباطی نے کہا کہ ہم منیٰ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں کسی نے آپ سے نافلہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ نافلہ واجب ہے (جب امام علیہ السّلام نے یوں بیان فرمایا) تو وہ

---

[۱] سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۹

[۲] شیخ محمد بن حسن طوسی، تہذیب ج ۳ ص ۲۴۲

شخص اور ہم سب پریشان ہوئے اُس وقت آپ نے (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے) فرمایا میرا مقصد یہ ہے کہ نمازِ شب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر واجب ہے کیونکہ خدا نے فرمایا کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) رات کے خاص حصّے میں نمازِ شب انجام دیا کریں۔

لہٰذا جب اس آیہ کریمہ کو روایت مبارکہ کے ساتھ رکھا جاتا ہے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے:

۱) نمازِ شب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر واجب تھی۔

۲) نمازِ شب انسان سازی کا بہترین ذریعہ ہے۔

۳) نمازِ شب مقامِ محمود پر پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

لیکن مقام محمود کیا ہے یہ اپنی جگہ خود تفصیلی گفتگو ہے۔

دوسری آیہ شریفہ:

وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ○[1]

(اور سحروں کے وقت گناہوں سے مغفرت مانگنے والے حضرات)

تفسیر آیہ:

اس آیہ کریمہ کی تفسیر اس طرح ہوئی ہے کہ" **والمستغفرین باالاسحار**" سے وتر کے قنوت میں استغفر اللہ کا ذکر تکرار کرنے والے حضرات مقصود ہیں۔

چنانچہ ابوبصیر نے روایت موثقہ کو اس طرح ذکر کیا ہے:

عن ابی بصیر قال قلت له المسغفرین باالاسحار فقال استغفر رسول اللہ

---

[1] آل عمران: آیت ۱۷

صلی اللہ علیہ والیہ فی وترہ سبعین مرۃ ○[1]

یعنی ابی بصیر نے کہا کہ میں نے امام(علیہ السّلام)سے پوچھا کہ ''اَلْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ'' سے کون لوگ مراد ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نمازِ وتر کے (قنوت میں) ستر دفعہ استغفراللہ کا ذکر تکرار کرتے تھے۔

مرحوم طبرسی نے مجمع البیان میں یوں تفسیر کی ہے:

''المستغفرین باالاسحار ای المصلین وقت السحر ○''[2]

یعنی ''اَلْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ'' سے مراد وہ حضرات ہیں جو سحر کے وقت نماز گذار ہیں کہ اس تفسیر کی تائید دوسری کچھ روایات بھی کرتی ہیں لہٰذا یہ آیہ شریفہ نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت پر واضح دلیل ہے۔

تیسری آیہ شریفہ:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ⑯ [3]

(رات کے وقت ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوئے اور عذاب کے خوف اور رحمت کی اُمید پر اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور ہم نے جو کچھ اُنھیں عطا کیا ہے اُس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔)

---

[1] شیخ حر عاملی (متوفی 1104 ہجری)، وسائل الشیعہ ج٤ باب ١٠ / ابواب قنوت

[2] فضل بن حسن الطبرسی ،مجمع البیان ج٢ ص٧١٣

[3] سورۃ السجدۃ: آیت ١٦

آیہ شریفہ کی وضاحت:

اس آیہ شریفہ کی تفسیر کے بارے میں معصوم سے چار روایات نقل ہوئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ" تتجافا'' کا مصداق وہ حضرات ہیں جو خدا کی یاد میں رات کے وقت بستر کی گرمی اورنرمی سے اپنے آپ کو محروم کرکے نمازِ شب کے لئے کھڑے ہوجاتے اور پروردگار سے راز ونیاز کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

اس مطلب کو سلمان بن خالد نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے یوں نقل کیا ہے :

قال الا اخبرك باالا سلام اصله وفرعه وذروةسنامه قلت بلى جعلت فداك قال: امّا اصله فالصلاةوفرعه الزكاة وذروة سنا مه الجهاد ثم قال ان شئت أخبرتك بأبواب الخبر ؟قلت نعم جعلت فداك قال : الصوم جنة من النار والصدقة تذهب بالخطئية وقيام الرجل فى جوف الليل بذكر الله ثم فرأعليه السّلام تنجافى جنوبهم عن المضاجع○[۱]

یعنی امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ اے ابنِ خالد! کیا میں تجھے اسلام کی حقیقت سے باخبر نہ کروں ؟ کہ جس کی جڑ، تنا اور شاخیں ہوں تو سلیمان بن خالد نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوجاؤں کیوں نہیں۔ اُس وقت آپ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد اور جڑ نماز، اس کا تنا زکوٰۃ اور اس کی شاخیں جہاد ہے پھر دوبارہ آپ نے فرمایا اگر تم راضی ہوتو میں تمام نیکیوں کے دروازوں کا بھی تعارف کراؤں؟ تو سلیمان بن خالد نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوجاؤں (ضرور تعارف کروائیں) تو آپ نے فرمایا روزہ انسان کو جہنم کی آگ سے نجات دیتا ہے، صدقہ انسان کے گناہ کو مٹادیتا ہے اور اگر کوئی

---

[۱] اصول کافی باب دعائم السلام حدیث ۱۰ ج ۲

شخص رات کی تاریکی میں خدا سے راز و نیاز کی خاطر بیدار ہو تو یہ خیر اور نجات کا وسیلہ ہے اور آپ نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

تَتَجَافٰی جُنُوبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ ○

یعنی رات کی تاریکی میں بیدار ہونے والے اس آیہ شریفہ کے مصداق ہیں۔

اس روایت میں امام علیہ السّلام نے اسلام کو ایک درخت سے تشبیہ دی ہے لہٰذا قرآن کریم میں بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ ہُوا ہے کہ اسلام شجرِ طیبہ کا نام ہے کہ اس کی جڑ نماز ہے یعنی نماز کے بغیر کوئی بھی عبادت اور نیکی قابل قبول نہیں ہے اوراس کا تنا زکوٰۃ اور اس کی شاخیں جہاد ہے اور تمام نیکوں کا دروازہ روزہ اور نمازِ شب ہے۔

نیز شیخ صدوق نے اپنی گراں بہا کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" میں مرسلہ کے طور پر اور دوسری کتاب "علل الشرائع" میں مسند کی شکل میں نقل کیا ہے کہ امام علیہ السّلام نے فرمایا:

فقال تتجافی جنوبهم عن المضاجع نزلت فی امیرالمؤمنین علیه السّلام واتباعیه من شیعتنا ینامون فی اول اللیل فاذاذهب ثلثا اللیل اوماشاالله فزعواالی ربهم راغبین راهبین طامعین فماعنده فذکرهم الله فی کتابه لنبیه (صلی الله علیه وآلہٖ وسلم)وآخرهم بما اعطاهم وانه اسکنهم فی جواره وادخلهم جنةوامن خوفهم وامن روعتهم○[1]

---

[1] شیخ الصدوق، من لا یحضرہ الفقیة ج۱

یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے آیت تتجافی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہ آیت حضرت امیر المومنین علیہ السّلام اور ہمارے اُن پیروکاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو رات کے آغاز میں سوجاتے ہیں لیکن رات کے دوحصّے گذرنے کے بعد یا جب خدا چاہےتو پروردگار کی بارگاہ میں خوف و رجا اور شوق و رغبت کے ساتھ حاضر ہو جاتے ہیں اور اللہ سے اپنی آرزوں کی تمنا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کے ذریعہ پیغمبرصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خبردی اور اُن لوگوں کو دیے جانے والے درجات اور اُن کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جوار میں جگہ عطا فرمانے اور جنت میں داخل کرکے قیامت کے خوف وہراس سے نجات دینے کے وعدہ سے مطلع فرمایا۔

چوتھی آیہ شریفہ:

اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيۡلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَةَ وَيَرۡجُوۡا رَحۡمَةَ رَبِّهٖ ؕ [1]

(کیاوہ شخص جورات کے اوقات میں سجدہ کرتا اور کھڑے کھڑے خدا کی عبادت کرتا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کا اُمیدوار ہو ناشکرے کافر کے برابر ہوسکتا ہے؟) (ہرگز ایسانہیں ہے)

توضیح:

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر کے بارے میں جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے یوں نقل کیا ہے: ''فقلت (له) **اٰنَآءَ الَّيۡلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا**'' سے مراد کیا ہے؟ قالَ، ''صلوۃ اللیل''

---

[1] سورۃ الزمر، آیت:9

یعنی زرارہ نے کہا کہ میں نے امام باقر علیہ السّلام سے اس آیت کریمہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "اٰنَآءَ الَّیۡلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا" سے مراد نمازِ شب ہے لہٰذا اس تفسیر کی بنا پر یہ آیت شریفہ نمازِ شب کی فضیلت اور اہمیت بیان کرنے والی آیات میں شمار ہوتی ہے۔

پانچویں آیہ شریفہ:

وَمِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَإِدۡبَارَ النُّجُومِ ○[1]

(اور رات کے خاص وقت میں خدا کی تسبیح کرو کہ جس وقت ستارے غروب ہونے کے قریب ہوجاتے ہیں۔)

تفسیر آیہ:

تفسیر مجمع البیان میں جناب طبرسی اس آیہ شریفہ کی تفسیر میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ "وَمِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَإِدۡبَارَ النُّجُومِ" سے مراد نمازِ شب ہے کیونکہ جناب زرارہ اورحمران اور محمد بن مسلم نے امام باقر اور امام جعفرصادق علیہما السّلام سے اس آیہ کریمہ کے بارے میں روایت کی ہے:

قالا (ان) رسول الله كان يقوم من الليل ثلاث مراة ينظر فى افاق السماء ويقرا الخمس من ال عمران آخرها انك لاتخلف الميعاد ثم يفتح صلوة الليل○[2]

امام محمد باقر اور امام جعفرصادق علیہاالسّلام دونوں نے فرمایا کہ پیغمبر اکرم صلی

---

[1] طور آیت نمبر ۴۹

[2] فضل بن حسن الطبرسی ،مجمع البیان ج۹

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات کو تین دفعہ جاگتے اور آسمان کے اُفق کی طرف نظر کرتے اور سورہ آلِ عمران کی ان پانچ آیات کی تلاوت فرماتے تھے کہ جن میں سے آخری آیہ (انك لا تخلف المیعاد) پر ختم ہوتی ہے پھر نمازِ شب شروع کرتے تھے۔

نمازِ فجر سے پہلے پڑھی جانے والی دو رکعت نافلہ:

نیز آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں زرارہ امام باقر علیہ السّلام سے یوں نقل کرتے ہیں:

قال قلت له وادبار النجوم قال رکعتان قبل الصبح ○ یعنی زرارہ نے کہا کہ میں نے امام باقر علیہ السّلام سے ''وَإِدْبَارَ النُّجُومِ'' کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد صبح سے پہلے پڑھی جانے والی دو رکعت نماز ہے لہٰذا ان دو روایتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلی روایت کی بنا پر آیہ شریفہ نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت بیان کرتی ہے جبکہ دوسری روایت اور کچھ دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیہ شریفہ سے مراد نمازِ شب نہیں ہے بلکہ نماز صبح سے پہلے پڑھی جانے والی دو رکعت نافلہ مقصود ہے۔

چھٹی آیہ شریفہ:

وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ○[1]

(اور تھوڑی دیر رات کو بھی اور نماز کے بعد بھی اُس کی تسبیح کیا کرو۔)

تفسیر آیہ:

اس آیہ شریفہ کی تفسیر اور توضیح کے بارے میں دو قسم کی روایات پائی جاتی ہیں:

---

[1] سورہ ق: آیت ۴۰

پہلی، وہ روایات جو دلالت کرتی ہے کہ اس آیہ شریفہ سے مراد نمازِ شب ہے چنانچہ اس مطلب کو صاحبِ مجمع البیان نے یوں ذکر کیا ہے کہ اس آیہ کریمہ سے مراد نمازِ وتر ہے جو رات کے آخری وقت نمازِ شب کے بعد اور صبح سے پہلے پڑھی جاتی ہے اور اسی کی تائید میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے ایک روایت کا بھی ذکر کیا ہے لیکن کچھ دوسری روایت اس طرح کی ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیہ شریفہ سے مراد نماز وتر نہیں ہے بلکہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ○'' مراد ہے۔ لہٰذا پہلی تفسیر اور روایت کی بنا پر یہ آیہ کریمہ بھی نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت کے لیے دلیل بن سکتی ہے لیکن دوسری تفسیر کی بنا پر یہ آیت نمازِ شب سے مربوط نہیں۔

ساتویں آیہ شریفہ:

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿٢٦﴾ [۱]

(اور کچھ رات گئے اُس کا سجدہ کرو اور طویل رات تک اُس کی تسبیح کرتے رہو۔)

تفسیر آیہ:

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں طبرسی نے مجمع البیان میں یوں بیان فرمایا ہے کہ اس آیہ شریفہ کے بارے میں امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے: [۲]

''انه سئل احمد بن محمد عن هٰذه الاية قال وماذلك التسبيح؟ قال صلوة الليل''

---

[۱] سورہ دہر (سورۃ الانسان) آیت ٢٦

[۲] فضل بن حسن الطبرسی، مجمع البیان

یعنی احمد بن محمد نے امام رضا علیہ السّلام سے پوچھا کہ اس آیت کریمہ میں کلمہ تسبیح سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد نمازِ شب ہے۔

آٹھویں آیہ شریفہ:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِىَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا ؕ﴿۶﴾ [۱]

(بیشک رات کا اُٹھنا نفس کی پامالی کے لئے بہترین ذریعہ اور ذکر کا بہترین وقت ہے۔)

مشائخ ثلاثہ یعنی مرحوم کلینی صدوق اور شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہم نے معتبر سند کے ساتھ ہشام بن سالم سے اور اُنہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یوں نقل کیا ہے: **فی قول اللہ عزوجل ان ناشئة اللیل ھی اشد وطا واقوم قیلا یعنی بقوله واقوم قیلا قیام الرجل عن نراشه یرید به الله عزوجل ولا یرید به غیره○** [۲]

تفسیر آیہ:

جب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے آیہ مذکورہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "اَقۡوَمُ قِيۡلًا" سے مراد وہ شخص ہے کہ جو رات کے وقت نیند اور بستر کی لطف اندوز لذتوں کو چھوڑ کر صرف خدا کی بارگاہ میں کھڑا ہوجاتا ہے نیز صاحبِ مجمع البیان نے فرمایا، "**ان ناشئة اللیل معناه ان ساعات اللیل لانها تنشاء ساعة بعد ساعة وتقدیره ان ساعات اللیل الناشیئة یعنی نایشة اللیل○**" یعنی اس سے مراد رات کے اوقات ہیں کیونکہ رات کے اوقات لحظ بہ لحظ

---

[۱] سورۃ مزمل: آیت ٦

[۲] شیخ حر عاملی (متوفی 1104 ہجری)، وسائل الشیعہ ج ٥

آتے اور گذر جاتے ہیں لہٰذا آیہ شریفہ کی حقیقت یوں ہے کہ" ساعات اللیل النھا تنشاء "یعنی رات کے لحظ بہ لحظ آنے اور گذرنے والے اوقات مقصود ہے اور امام جعفر صادق علیہ السّلام اور امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے، " انھما قالا ھی القیام فی آخر اللیل الی صلوۃ اللیل ھی اشد وطا ای اکثر ثقلا وابلغ شفقة لان اللیل وقت الراحة والعمل یشق فیه "[1]

یعنی فرمایا کہ اس آیت سے رات کے آخری وقت میں نمازِ شب کے لئے جاگنا مراد ہے اور" اَشَدُّ وَطْاً "کا مطلب حد سے بڑھ کر سنگینی اور دشواری کا سامنا ہونا ہے کیونکہ رات معمولاً لوگوں کے آرام کرنے کا وقت ہے لہٰذا اس وقت کسی اور کام کو انجام دینا دشوار اورمشکل ہوجاتا ہے، پس اسی لے خدا نے اس وقت کے خواب کو چھوڑ کر نمازِ شب میں مصروف ہونے والے حضرات کا تذکرہ اس آیہ شریفہ میں کیا ہے۔

اسی طرح انس و مجاہد اور ابنِ زید سے روایت کی گئی ہے کہ جس میں امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ اس آیہ شریفہ سے مراد یہ ہے:

"قیام الرجل عن براشه لایرید به الا الله تعالی "[2]

یعنی اس کا مطلب رات کے وقت بستر کی لذت کو چھوڑ کر صرف خدا کی رضایت کے لئے جاگنا ہے۔

نویں آیہ شریفہ:

وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا

---

[1] سورہ مزمل آیت ٦

[2] فضل بن حسن الطبرسی، مجمع البیان

كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ [۱]

(اُن کے دلوں میں ہم نے شفقت اور مہربانی ڈال دی اور رہبانیت (یعنی لذت سے کنارہ کشی کرنا) اُن لوگوں نے خود اختیار کر لی تھی ہم نے اُن کو اس کا حکم نہیں دیا تھا مگر (اُن لوگوں نے) خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اسے خود ایجاد کرلیا۔)

تفسیر آیہ کریمہ:

بہت سے مفسرین نے اس آیہ شریفہ کی تفسیریوں بیان کی ہے کہ (یہاں) رہبانیت سے مراد نمازِ شب ہے۔ اور اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے کہ جس کو کلینی نے ''اصول کافی'' میں، صدوق نے ''علل الشرائع ،من لایحضرہ الفقیه اور عیون الاخبار'' میں اور جناب مرحوم شیخ طوسی نے ''تہذیب'' میں معتبر سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ محمد بن علی نے امام حسن علیہ السّلام سے نقل کیا کہ آنحضرت سے اس آیہ شریفہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا (یہاں) رہبانیت سے مراد نمازِ شب ہے لہٰذا اس تفسیر کی بنا پر آیتِ نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت پر دلالت کرنے کے لئے یہ ایک بہترین دلیل ہے۔

دسویں آیہ شریفہ:

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ:

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ [۲]

---

[۱] سورۃ الحدید: آیت ۲۷

[۲] سورۃ آلِ عمران: آیت ۱۱۳

(اور یہ لوگ بھی سب کے سب یکساں نہیں ہیں بلکہ اہلِ کتاب میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ خدا کے دِین پر اس طرح ثابت قدم ہیں کہ راتوں کو خدا کی آیتیں پڑھا کرتے ہیں اور برابر سجدے کیا کرتے ہیں۔)

تفسیر آیت:

اگر چہ مفسرین نے اس آیہ شریفہ کے شانِ نزول کے بارے میں عبداللہ بن سلام وغیرہ کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن یہ صرف اُنہیں کے ساتھ مخصوص ہونے کا سبب نہیں بنتا لہٰذا یہ آیہ شریفہ بھی ظاہراً نمازِ شب کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

چنانچہ اسی مطلب پر طبرسی نے ''مجمع البیان'' میں یوں اشارہ کیا ہے:

''وفی ھذہ الایۃ دلالۃ علی عظم موضع صلوۃ اللیل من اللہ تعالی○''

یعنی حقیقت میں یہ آیہ شریفہ اللہ کے نزدیک نمازِ شب کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ اور اسی تفسیر پر ایک روایت بھی دلالت کرتی ہے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے:

''انہ قال رکعتان یر کعھما العبد فی جوف اللیل الآخر خیر لہ من الدنیا وما فیھما ولولا ان اشق علی امتی لفرضھما علیھا○''

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ دو رکعت نماز ہے جو خدا کا بندہ رات کے آخری وقت میں انجام دیتا ہے کیونکہ یہ دو ۲ رکعت نماز پڑھنا پوری کائنات سے افضل ہے اور اگر میری اُمت کے لیے مشقت کا باعث نہ ہوتی تو میں اپنی اُمت پر ان دو رکعتوں کو واجب قرار دیتا۔

گیارہویں آیہ شریفہ:

وَالَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ﴿۶۴﴾ [1]

(اور جو لوگ راتوں کو اس طرح گذارتے ہیں کہ خدا کی بارگاہ میں کبھی سر بسجود رہتے ہیں اور کبھی حالت قیام میں رہتے ہیں۔)

اس آیہ شریفہ سے پہلے ''وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ'' کے الفاظ آئے ہیں، جن کے ذیل میں ''سُجَّدًا وَّقِیَامًا'' کی تعبیر آئی ہے (وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾) کہ اس کے بارے میں ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ اس جملے سے مراد:

''کل من کان صلی فی اللیل رکعتین اوا کثر فھو من ھولاء○''

یعنی کوئی بھی شخص رات کو دو ۲ رکعت یا اس سے زیادہ نمار انجام دے تو وہ ''عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ'' اور ''سُجَّدًا وَّقِیَامًا'' کے مصداق ہے۔

لہٰذا اس تفسیر کو آیہ کریمہ کے ساتھ ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نمازِ شب کی طرف خداوند کریم تاکید کے ساتھ دعوت دے رہاہے اور اس کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔

خلاصۂ کلام:

اب تک نمازِ شب سے متعلق گیارہ آیات کو تفسیر کے ساتھ ذکر کیا گیا جو تین قسموں میں تقسیم ہوجاتی ہیں، پہلی قسم وہ آیات ہیں جو نمازِ شب کی فضیلت اوراہمیت کو صریحاً بیان کرتی ہیں، دوسری قسم وہ آیات ہیں جو تمام نمازوں کی عظمت وفضیلت پر

---

[1] سورۃ فرقان: آیت ٦٤

دلالت کرتی ہیں جن میں نمازِ شب بھی شامل ہے اور تیسری قسم وہ آیات ہیں جو ظاہری طور پر نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت بیان کرتی ہیں۔

مذکورہ آیات کے علاوہ اور بھی آیات ہیں لیکن اختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صرف انھیں پر اکتفاء کرتے ہیں۔ پس، قرآن کی روشنی میں نمازِ شب ایک ایسی حقیقت ہے جو تمام انبیا علیہم السّلام اور اوصیا کی سیرت ہونے کے باوجود ہر مشکل اور دشواری کا حل اور لاعلاج افراد کے لئے علاج اور نجات کا ذریعہ ہے اور اس سے غفلت اور کوتاہی کرنا بدبختی کی علامت ہے۔

سنت کی روشنی میں:

قرآن کی روشنی میں نمازِ شب کی فضیلت و اہمیت کو اختصار کے ساتھ بیان کرنے کے بعد اب نمازِ شب کی فضیلت کو سنت کی روشنی میں ثابت کریں گے تا کہ خوش نصیب مؤمنین کے لئے نورانیت قلب توفیقات میں اضافہ کا موجب بنے۔ معصومین علیہم السّلام کے ہر قول وفعل میں نورانیتِ الٰہیہ ہے اس لیے اگر انسان اپنے ہر عمل اور حرکت کا ملاک ومعیار سنتِ معصومین علیہم السّلام کو قرار دے تو ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا، اگرچہ خواہشات اور آرزوئیں اس کی اجازت نہیں دیتیں اور اسی لیے ہزاروں کوششوں اور زحمتوں کے باوجود بہت کم ایسے انسان ہیں جو سعادتِ دُنیا اور آخرت دونوں سے مشرف ہوتے ہیں۔

نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت پر دلالت کرنے والی روایات بہت زیادہ ہیں جن میں سے کچھ روایات کو اختصار سے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ روایات دو ۲ قسم کی

ہیں، پہلی قسم کی روایات صریحاً نمازِ شب کی فضیلت اور اہمیت کو بیان کرتی ہیں، دوسری قسم کی روایات ظاہراً نمازِ شب کی عظمت اور اس کے فوائد کو بیان کرتی ہیں لہٰذا ایسی روایات کو بیان کرنے سے پہلے ایک مقدمہ ضروری ہے جو آنے والے مطالب کے لئے مفید ہے۔ وہ مقدمہ یہ ہے کہ جب علماء و مجتہدین کسی مطلب کو ثابت کرنے کے لیے روایات کو پیش کرتے ہیں تو اُن کو ماننے کے لئے تین نکات کو ذہن میں رکھنا لازم ہوتا ہے، ایک سندِ روایات، دوسری جہتِ روایات اورتیسری دلالتِ روایات کہ ان نکات کی تفسیر اور وضاحت علمِ اصول اورعلمِ رجال کی کتابوں میں تفصیلاً کیا ہے۔ پس، اس موضوع پر تفصیلی معلومات کی خاطر اُن کی طرف رجوع بہتر ہے۔

ہم سب سے پہلے اُن روایات کی طرف اشارہ کریں گے جو صریحاً نمازِ شب کی عظمت اور اہمیت کو بیان کرتی ہیں۔ ان کی تعداد بھی زیادہ ہے۔

پہلی حدیث:

اے علی میں تجھے نمازِ شب کی وصیّت کرتا ہوں:

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فی وصیۃ بعلی علیہ السّلام علیك بصلاۃ اللیل یکررھا اربعاً ○

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السّلام کو وصیّت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے علی میں تجھے نمازِ شب انجام دینے کی وصیّت کرتا ہوں۔ اس جملے کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے چار مرتبہ تکرار فرمایا۔

اس روایت کو جناب صاحب الوافی نے یوں نقل کیا ہے:

معاویہ بن عمار قال سمعت ابا عبداللہ یقول کان فی وصیۃ النبی بعلی انہ

قال یاعلی اوصیك فی نفسك خصال فاحفظها عنی ثم قال اللهم اعنه الی ان قال وعلیك بصلوۃاللیل وعلیك بصلوۃ اللیل وعلیك بصلوۃ اللیل○[1]

یعنی معاویہ بن عمار نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السّلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی علیہ السّلام کو وصیّت کی اور فرمایا کہ اے علی! میں تجھے کچھ ایسے اوصاف کی سفارش کرتا ہوں کہ جن کو مجھ سے یاد کرلو اور فرمایا، خدایا! ان اوصاف پر عمل کرنے میں علی علیہ السّلام کی مدد کر۔ پھر فرمایا، اے علی! میں تجھے وصیّت کرتا ہوں کہ نمازِ شب انجام دینا، نمازِ شب ترک نہ کرنا۔

روایت کی شرح:

یہاں اس روایت کے بارے میں اس سوال کا ذہن میں آنا ایک ظاہر بات ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رحمۃً للعالمین ہونے کے باوجود کیوں اس جملے کو چار دفعہ یا دوسری روایت کے مطابق تین دفعہ تکرار فرمایا ؟ جبکہ حضرت علی علیہ السّلام امام المسلمین تھےاورآغازِ وحی سے لےکر اختتامِ وحی تک لحظہ بہ لحظہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے اور تمام احکام و دستوراتِ اسلامی سے آگاہ تھے اور بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے زیادہ عمل کرنے والی ہستی تھے اور ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تابع رہے ہیں۔ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ایک مقدمہ لازم ہے تاکہ سوال کا جواب پوری وضاحت کے ساتھ پیش کرسکیں اور وہ مقدمہ یہ ہے کہ جب کسی زبان میں چاہے وہ عربی ہو یا غیرعربی کوئی جملہ یا کلمہ تکرار کے ساتھ

[1] المولی محمد محسن الفیض الکاشانی، الوافی، ج ا و وسائل ج ۵

کہا جاتا ہے تو اُس کو ادبی اصطلاح میں تاکید لفظی یا معنوی کہا جاتا ہے لیکن کسی مطلب کو بیان کرنے کی خاطر تاکید کا مقصد اور ہدف کے بارے میں ادبا کے مابین آرا اور نظریات مختلف ہیں چنانچہ اس حدیث میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی علیہ السّلام سے تاکیداً فرمایا کہ نمازِ شب فراموش نہ کرو بلکہ ہمیشہ نمازِ شب انجام دو۔ اس تاکید کے ہدف اور مقصد کے بارے میں عقلاً تین قسم کے تصورات قابلِ غور ہیں۔

پہلی صورت، کہ کیا اس لئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تاکیداً ذکر فرمایا کہ مخاطب عام عادی انسان ہے جس پر غفلت اور فراموشی کی بیماری لاحق ہے لہٰذا اگر تکرار کے ساتھ نہ فرماتے اور اس پر اصرار نہ کرتے تو غفلت اور فراموشی کی وجہ سے انجام نہیں دیتا؟ یہ صورت یہاں یقیناً نہیں ہے کیونکہ مخاطب علی علیہ السّلام ہیں کہ جن کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ امام، وصیِ پیغمبر اور عصمت کے مالک ہیں۔

دوسری صورت، کہ تاکیداً اس لئے بیان کیا جاتا ہے کہ خطاب کرنے والا عام عادی حکمرانوں میں سے ایک حکمران ہے اور وہ تاکیداً کسی جملے یا کلمے کو بیان کر کے اپنا رُعب دوسروں پر جمانا چاہتا ہے اور حقیقت میں یہ ایک قسم کی دھمکی ہوتی ہے، جب کہ موردِ نظر حدیث میں یہ ہدف بھی محال ہے کیونکہ متکلم اور خطاب کرنے والے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں کہ وہ رحمۃً لِلّعالمین ہیں جو عام عادی حکمرانوں میں سے کوئی حکمران نہیں ہیں کہ مخاطب کو اپنا جملہ تکرار کر کے دھمکی دینا مقصود ہو کیوں کہ ایسا سلوک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت اور رحمۃً لِلّعالمین ہونے کے منافی ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ تاکید اور اصرار اس لئے کیا جاتا ہے کہ وہ کام اور فعل

خدا کی نظر میں یا متکلم کی نگاہ میں بہت اہم اور عظیم ہے کہ جس میں پوری کائنات کی خیر وبرکت مضمر ہے اور حقیقت میں اس تکرار اور تاکید کے ذریعے اس کام کی اہمیت اور عظمت کو بیان کرنا چاہتے ہیں لہٰذا اس حدیث میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے "علیكَ بالصلوٰۃ اللیل" کو چار دفعہ یا تین دفعہ تکرار کرنے کا مقصد آخری صورت ہے یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نمازِ شب تمام کامیابی اور خیر و سعادت کا ذریعہ ہے اور جتنی بھی مشکلات انسان پر آپڑیں اُس وقت نمازِ شب سے مدد لینی چاہیے۔

چنانچہ حضرت علی علیہ السّلام نے نمازِ شب کو "لیلۃ الھریر"[۱] میں، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے تمام مشکلات اور سختیوں میں، امام حسین علیہ السّلام نے شبِ عاشور میں اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے شامِ غریباں کی شب میں بھی فراموش نہیں کیا۔

لہٰذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نمازِ شب کی عظمت اور فضیلت کو اس مختصر جملے کو تکرار کرکے پوری کائنات کے باشعور انسانوں کو سمجھا دیا ہے اس لئے سوال کا جواب اس تحلیل کی روشنی میں یوں ملتا ہے کہ نمازِ شب کی عظمت اور اہمیت بہت زیادہ ہے جس کو بیان کرنے کی خاطر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے جملے کو تکرار فرمایا۔ یہ ہر انسان کی فطرت اور ضمیر کی چاہت بھی ہے کہ جب کوئی اہم قضیہ کسی اور

---

[۱] "لیلۃ الہریر" سے مراد جنگ صفین کی راتوں میں سے ایک رات ہے کہ جس میں امیر المومنین علی علیہ السّلام کے لشکر نے دشمنوں سے مقابلہ کیا اور خود حضرت علی علیہ السّلام نے دشمنوں کے پانچ سو تیئیس (۵۲۳) افراد کو واصل جہنم کیا۔ (بحارالانوار ج ۲۱)

کے حوالہ کرنا چاہتے ہیں تو اُس کو باقی قضایا اور عام عادی مسائل کی طرح اُس کے حوالہ نہیں کرتے ہیں بلکہ اُس کو اصرار اور تاکید کے ساتھ بیان کرتے ہیں تا کہ اُس قضیہ کی اہمیت اور عظمت کا پتہ چل سکے۔ لہٰذا یہ روایت بھی حقیقت میں فطرت اور ضمیر کی عکاسی کرتی ہوئی نظر آئی ہے کیونکہ نظامِ اسلام کے دستورات فطرت اور عقل کے عین موافق ہیں۔

دوسری حدیث:

تین چیزیں مومنین کے لیے خوشی کا باعث ہیں:

"قال رسول اللہ یا علی ثلاث فرحات للمؤمن لقی الاخوان والافطار من الصیام والتھجد من آخر اللیل○"[1]

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" اے علی (علیہ السّلام)! تین چیزین مؤمنین کے لئے خوشی کا باعث ہیں:

۱) برادرِ دینی کا دیدار کرنا۔

۲) مغرب کے وقت روزہ کھولنا۔

۳) رات کے آخری وقت نماز (نمازِ شب) پڑھنا۔

روایت کی تشریح:

اس حدیث میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین اہم ذمہ داریوں کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ ایک لوگوں سے ملنا کہ یہ ہر معاشرے کے

---

[1] باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۲۹

استحکام اور بقاء کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے، کیونکہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے ملتا ہے تو اُس ملاقات کے نتیجے میں قدرتی طور پر اُن کے درمیان محبت اور دوستی پیدا ہوتی ہے اور نتیجتاً وہ ایک دوسرے کے خلاف زبانی تلواروں سے حملہ نہیں کرتے جبکہ زبانی حملے ایک دوسرے سے دُوری، جدائی اور آپس میں دشمنی کے اسباب میں سے ایک سبب بن جاتے ہیں۔ شریعتِ اسلام میں ایک دوسرے سے ملنے کو مستحب قرار دیا گیا ہے کہ جس کا فلسفہ حقیقت میں معاشرے کے نظام میں استحکام اور لوگوں کی آپس میں محبت و دوستی ہے، لہٰذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث میں ایک دوسرے سے ملنے کو خوشی کا ذریعہ قرار دیا ہے تا کہ زندگی صلح وآشتی کے ساتھ گذار سکیں اور جھگڑا فساد جیسی اخلاقی بیماریوں سے دُور رہ کر قدرتی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں۔

اس حدیث میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں سے ملنے اور دیدار کرنے کو صرف مومنین کے لئے باعث خوشی قرار دیا ہے جبکہ دُنیا کے تمام انسانوں میں یہ رسم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے اور اظہارِ محبت کرتے ہیں۔ صرف مومنین کے لیے باعثِ مسرت قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ ملنے کی دو قسمیں ہیں:

۱) ایمانداری سے ملنا۔

۲) عام عادی رسم ورواج کو پورا کرنے کی خاطر ملنا۔

اگر ایمانداری سے ایک دوسرے کی زیارت کی جائے تو وہ خوشی کا باعث ہوگی چاہے ملنے والے کو ظاہراً مادی فائدہ ہو یا نہ ہو کہ جس کا تذکرہ روایت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ لیکن اگر ایک دوسرے سے ملنے کا سبب ایمان نہ ہو

بلکہ عام عادی رواج کو پورا کرنا ہوتو اگرچہ اُس میں اظہارِ مسرت ہوتا ہے لیکن وہ حقیقی خوشی کا باعث نہیں بن پاتا کیونکہ جو نہی تھوڑی سی نارضگی پیدا ہوتی ہے فورا آپس میں رابطہ ختم ہوجاتا ہے۔ لہٰذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ملنا اور دیدار کرنا مؤمنین کے لئے باعثِ مسرت ہے کیونکہ مؤمنین کے تمام اقوال اور افعال کا سر چشمہ ایمان ہے لہٰذا مختصر سی نارضگی سے وہ رابطہ ختم نہیں ہوتا اور اسلام کی نظر میں ہر وہ کام با ارزِش (قابلِ قدر، قیمتی، قابلِ ستائش) اور باعثِ مسرت ہے جو ایمان کے ساتھ سرانجام پائے۔

دوسری ذمہ داری کہ جس کا تذکرہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے وہ روزہ دار کو افطار کے وقت حاصل ہونے والی خوشی ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار کی گنجائش ہی نہیں ہے کیونکہ جب کسی شخص پر کسی کی طرف سے کوئی سنگین ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اُس کو انجام دینے کا دستور دیا جاتا ہے تو اُس کو انجام دینے کے بعد اُس کی خوشی ایک فطری تقاضا ہے، لہٰذا روزہ شریعتِ اسلام میں ایک اہم ذمہ داری ہے جو کہ لوگوں کی نظر میں بہت مشکل اور تکلیف پہنچانے والے امور میں بہت تکلیف دہ امر ہے، لہٰذا اس کو بجا لانے کے بعد افطار کے وقت روزہ داروں کو خوشی ہونا فطری تقاضوں میں سے ایک ہے۔ پس، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ روزہ کھولتے وقت مؤمنین کو خوشی ہوتی ہے۔

تیسری ذمہ داری جو مؤمنین کے لئے خوشی اور مسرت کا باعث بنتی ہے اور جس کا اس حدیث میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے تذکرہ فرمایا ہے وہ نمازِ شب

ہے۔ لہٰذا نمازِ شب کی توفیق حاصل ہونے میں ایک خاص درجہ کا ایمان درکار ہے جوایمان کے مراحل میں سے ایک اہم مرحلہ سمجھا جاتا ہے اور اس مرتبہ پر فائز شخص کو حقیقی مؤمن اور ایماندار کہا جاسکتا ہے۔ یہ مرحلہ، انسانی طبیعت اور خواہشات کے برخلاف ہونے کے باوجود رات کی تاریکی میں آرام وسکون اور نیند کی لذتوں کو چھوڑکراور زحمتوں کے ساتھ وضوکر کے قیام وسجود اور عبادتِ الٰہی بجالانے پر انسان کو آمادہ کرتا ہے۔ ہر باایمان شخص سے نمازِ شب کی ادائیگی بعید ہے کیونکہ تمام مؤمنین کے ایمان اس حدتک نہیں ہیں کہ رات کے وقت بستر کی گرمی اور نیند کی لذت سے خود کومحروم کرکے اس عظیم نعمت سے اپنے آپ کو مالا مال اور بہرمند کریں۔ بنابرایں نمازِ شب کی اہمیت اورعظمت پر یہ حدیث بہترین دلیل ہے اور اس سے یہ اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ نمازِ شب کتنی عظیم اور کتنا محبوب عمل ہے کہ جس کو انجام دینے سے خوشی ہوتی ہے یعنی نفسیاتی امراض برطرف ہوجاتے ہیں اور سکونِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ یہ عبادت انسان کو دُنیا اور آخرت کی سعادتوں سے ہمکنار کرتی ہے اورمقامِ محمود کے نزدیک کردیتی ہے۔

تیسری حدیث:

ابراہیم علیہ السّلام خلیل اللہ:

قال رسول اللہ ما اتخذ اللہ ابراھیم خلیلا الا لاطعامہ الطعام وصلاتہ باللیل والناس نیام ○[1]

---

[1] شیخ صدوق، علل الشرائع ص ۳۵

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو صرف دو ۲ کاموں کے نتیجہ میں اپنا خلیل قرار دیا ہے:

(۱) لوگوں کو کھانا کھلانا

(۲) رات کے وقت نمازِ شب انجام دینا جب کہ باقی تمام انسان خوابِ غفلت میں غرق ہورہے ہوں۔

حدیث کی وضاحت:

دُنیا میں تمام باشعور انسانوں کی یہ رسم رہی ہے کہ جب کوئی شخص کسی مقام یا منصب پر فائز ہوتا ہے تو اُس کو کسی نہ کسی عنوان اور لقب سے پکارا جاتا ہے تاکہ اُس کے مقام اور منصب پر دلالت کرے۔ اسی طرح شریعتِ اسلام میں بھی ایسے عناوین (عنوانات) اور القاب کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ جن کی تشریح اور کیفت کا ذکر کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ صرف اشارہ کرنا مقصد ہے کہ خدا کی طرف سے جو القاب یا مقام و منزلت جن انسانوں کو ملی ہے وہ کسی سبب اور علت سے خارج نہیں ہے۔

خدا نے حضرت آدم علیہ السّلام کو صفی اللہ، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو روح اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو کلیم اللہ، حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو ذبیح اللہ، حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خلیل اللہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حبیب اللہ کے القاب سے یاد فرمایا ہے۔ اسی طرح دوسرے انسان بھی مختلف القاب وعناوین سے پکارے جاتے ہیں تاکہ اُن اشخاص کے منصب اور مقام و منزلت پر دلالت کرے۔ مقام اور منصب کی دو ۲ قسمیں ہیں، ایک منصب اور مقام معنوی ہے دوسرا مادی منصب، اور کسی منصب کا حاصل ہونا بھی قانونِ علل و اسباب سے ماورا

نہیں لہٰذا مقام اور منزلت کا ملنا کردار اور گفتار کی کمیت وکیفیت پر موقوف ہے اور کردار وگفتار کے اعتبار سے لوگوں کی نظر اور خدا کی نظر مختلف ہے لہٰذا ان دو ۲ منصبوں میں سے معنوی منصب کو مثبت اور ان کے اسباب کو شریعتِ اسلام کہا جاتا ہے جب کہ مادی منصب کو منفی اور اس کے اسباب کو مادی نظام کہا جاتا ہے۔ لہٰذا معنوی منصب کے علل و اسباب میں سے ایک نمازِ شب ہے اس طرح لوگوں کو کھانا کھلانا بھی مثبت منصب کے اسباب میں سے ہے لیکن شیطانی سیاست کرکے مقام ومنزلت کی تلاش کرنا منفی منصب کا سبب ہے کہ جس کا نتیجہ خسر الدنیا والآخرۃ ہے۔

اسی لئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس روایت میں دو مطالب کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

(۱) نمازِ شب کا پڑھنا صرف میری ذمہ داری اور خصوصیت نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام جیسے پیغمبر کی بھی سیرت ہے۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خلیل اللہ کا لقب ملنے کا سبب بھی ذکر فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خلیل اللہ کا لقب اسی لئے دیا گیا کہ آپ لوگوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور نمازِ شب پڑھا کرتے تھے جب کہ اس وقت دوسرے لوگ خوابِ غفلت میں مشغول ہوتے ہیں۔ پس اگر ہم بھی خدا کے محبوب اور خلیل بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سیرت کو اپنانا ہوگا یعنی ضرورت مند مسلمانوں کو کھانا کھلا نا اور نمازِ شب کو پابندی کے ساتھ انجام دینا چاہئے۔

نمازِ شب کی اہمیت اورعظمت بیان کرنے والی روایات:

نمازِ شب باعثِ شرافت:

نمازِ شب کی اہمیت اورعظمت بیان کرنے والی روایات میں سے چوتھی روایت حضرت امام جعفرصادق علیہ السّلام کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"قال شرف المومن صلوته باالليل وعز المؤمن كفه عن اعراض الناس○"[۱]

یعنی نمازِ شب کا پڑھنا مؤمنین کی شرافت کا باعث ہے اور مومن کی عزت لوگوں کی آبرو ریزی سے پرہیز کرنے میں ہے۔

حدیث کی توضیح:

اس حدیث شریف میں چھٹے امام علیہ السّلام نے چار چیزوں کو بیان فرمایا ہے:

۱) مؤمنین کی شرافت۔

۲) اُن کی عزت ۔

۳) لوگوں کی آبرو کی حفاظت کرنا۔

٤) نمازِ شب۔

یہ طبیعی امر ہے کہ ہرانسان اس خواہش کا متمنی ہے کہ معاشرے میں اس کی شرافت اورعزت میں روز بروزاضافہ ہو لہٰذا شرافت اورعزت کی خاطر پوری زندگی کا خاتمہ اور ہزاروں مشکلات کو برداشت کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہرخواہش رکھنے

---

[۱] محمد ابن یعقوب کلینی ،کافی ،ج۳

والا اس میدان میں کامیاب نہیں ہوتا اور ہر معاشرہ میں شاید ۱۰ فیصدافراد نمازِ شب سے حاصل ہونے والی شرافت اورعزت سے مالامال ہیں جب کہ باقی ۹۰ فیصد افراد اس شرافت اور عزت سے محروم ہیں کیونکہ شرافت اور عزت زحمت و ہمت کا نتیجہ ہے جو برسوں کی مشقت اُٹھانے کے بعد حاصل ہوتی ہے لیکن ہر زحمت باعثِ عزت وشرافت نہیں ہے کیونکہ زحمت اور ہمت کی دو ۲ قسمیں ہیں:

۱) منفی زحمت۔

۲) مثبت زحمت۔

پس اگر شرافت اورعزت کے اسباب مثبت ہوں یعنی خدائی زحمات اور الٰہی ہمتوں پر مشتمل ہوتو اس حاصل ہونے والی شرافت کوحقیقی اور الٰہی شرافت اورعزت سے تعبیرکیا جاتا ہے جیسے مؤمن بندہ کا رات کے وقت نیند کی لذت سے محروم ہو کر اپنے محبوبِ حقیقی کو راضی کرنے کے لئے رات کی تاریکی میں نمازِ شب کی زحمت اُٹھانا، اسی طرح دوسرے شخص کی آبروکو اپنی آبرو سمجھتے ہوئے اُس کی آبروریزی کرنے سے پرہیز کرنا جبکہ وہ ایسا کرنے پر پوری طرح قادر ہوتا ہے لیکن اُن کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہے چونکہ ایمان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دوسروں کو انسان سمجھا جائے لیکن آج کل بدقسمتی سے ایسا سلوک بہت کم نظر آتا ہے لٰہذامعصوم کے اس کلام سے معلوم ہُوا کہ مومن کی حقیقی شرافت اورعزت نمازِ شب پڑھنے اور دوسرے بھائیوں کی آبرو کی حفاظت کرنے میں پوشدہ ہے۔

نمازِ شب محبتِ خدا کا سبب:

امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے :

”قال الامام الباقر ان الله یحب المساهر باالصلوۃ○“[1]

آپ نے فرمایا کہ خدا اُس شخص کو دوست رکھتا ہے جو سحر کے وقت نمازِ شب کی خاطر نیند سے بیدار ہوتا ہے۔

تشریح:

اس حدیث میں امام نے محبتِ خدا کا تذکرہ فرمایا ہے لیکن محبت ایک اَمرِ باطنی ہے اور اس کے آثار اور نتائج ظاہری ہیں نیز محبت کا مفہوم متعدد مراتب اور مختلف درجات کا حامل ہے پس اگر کسی سے کہا جائے کہ فلاں اپنے محبوب کے ساتھ محبت کے آخری مرحلہ پر ہے تو اتفاق سے اگر وہ محبوب کو کھو بیٹھے تو وہ دیوانہ ہوجاتا ہے اور کبھی محبت اس مرتبے کی نہیں ہوتی کہ جس کے نتیجے میں محبوب کے نہ ملنے کی صورت میں وہ دیوانہ نہیں ہوتا لہٰذا ہمیشہ محبت کا نتیجہ محبت کے مراتب اور مراحل کا تابع ہے اگر محبت آخری مرحلے کی ہو تو نتیجہ بھی حتمی ہے اور اگر محبت آخری مرحلے کی نہ ہو تو نتیجہ بھی حتمی نہیں ہے لیکن محبت کی حقیقت کے بارے میں محققین نے بہت سی تحقیقات کی ہیں مگر وہ تحقیقات محبت کی حقیقت سے دُور ہیں اسی لئے اُن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا لہٰذا اسلام کی روشنی میں محبت دو قسموں میں تقسیم ہوتی ہے:

(۱) الٰہی محبت یعنی خدا کا کسی سے محبت و دوستی رکھنا۔

(۲) انسانی محبت یعنی لوگوں کا ایک دوسرے سے محبت کرنا اور اظہار دوستی کرنا۔

اگر خدا کسی بندے سے کہے کہ تُو میرا محبوب ہے اور میں تجھ سے محبت کرتا ہوں تو ایسی محبت کو حقیقی اور واقعی کہا جاتا ہے کیونکہ اس محبت میں کیفیت اور کمیت کے

---

[1] باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۷٦

لحاظ سے کوئی نقص اور کمی نہیں پائی جاتی لہٰذا اس کا نتیجہ اور آثار حتمی ہیں یعنی اس کے نتیجے میں اُس انسان کے لیے دُنیا میں عزت وشرافت جیسی منزلت اور اخروی زندگی میں جنت جیسی عظیم نعمت کا عطا کیا جاتا ہے لیکن اگر محبت کی دوسری قسم ہو یعنی ایک شخص دوسرے شخص سے کہے کہ تُو میرا محبوب ہے تو اس کو اعتباری اور غیر حقیقی محبت کہا جاتا ہے اگر چہ والدین اور اولاد کے مابین پائی جانے والی محبت ہی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ محبت اُن کی ذاتی نہیں ہے بلکہ وہ خدا کی طرف سے عطا ہوئی ہے لہٰذا محبت اعتباری ہے لیکن دونوں اقسام کی محبتیں کچھ علل واسباب کی مرہونِ منت ہیں۔

لہٰذا امام علیہ السّلام نے اس حدیث میں حقیقی محبت کا سبب ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا اپنے بندوں سے دوستی اور محبت اُس وقت کرتا ہے کہ جب بندہ اپنی پسندیدہ اور محبوب چیزوں کو رضائے الٰہی کی خاطر ترک کرے جیسے نیند کی لذت بندے کی نظر میں بہت پسندیدہ ہے لیکن اس کو ترک کر کے وہ کوئی ایسا کام انجام دے جو اُس کی نظر میں بامشقت ہو اور خدا کی نظر میں بہت اہم ہو جیسے نمازِ شب کیلئے بیدار ہونا، ایسے کاموں کو انجام دینے کی خاطر ایمان کا اعلیٰ مرتبہ درکار ہے کہ جب عبد ایمان کے اس مرحلہ پر پہنچتا ہے اور اپنی خواہشات کو خدا کی چاہت پر فدا کرتا ہے تو خدا اُس کو اپنا محبوب قرار دیتا ہے اور اُس سے دوستی کرنے لگتا ہے لہٰذا اس روایت سے معلوم ہُوا کہ نمازِ شب خدا کی محبت کا سبب ہے اور یہی فضیلت نمازِ شب کے لئے کافی ہے۔

نمازِ شب زنیت کا باعث:

چنانچہ مذکورہ مطلب سے ہمیں معلوم ہُوا کہ نمازِ شب کامیابی کا راز، شرافت کا ذریعہ اور محبتِ خدا کا سبب ہے نیز نمازِ شب انسان کی زینت کا ذریعہ بھی ہے۔ اس

مطلب کو امام جعفر صادق نے یوں بیان فرمایا:

''المال والبنون زینت الحیاۃ الدنیا ان الثمان رکعات یصلھا اخر اللیل زینۃ الاخرۃ○''[1]

(اے لوگو!) اولاد اور دولتِ دُنیا زندگی کی زنیت ہے (لیکن) آٹھ رکعت نماز جو رات کے آخری وقت میں پڑھی جاتی ہے وہ اخروی زندگی کی زینت ہے۔

حدیث کی تحلیل:

نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت پر دلالت کرنے والی روایات میں سے کئی روایات کومختصر توضیحات کے ساتھ ذکر کیا گیاہے جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ نمازِ شب میں خیر و برکت اور سعادتِ دُنیا وآخرت مضمر ہے اور اس روایت میں امام جعفر صادق علیہ السّلام نے دومطالب کی طرف اشارہ فرمایاہے:

(۱) ہر انسان کی دوقسم کی زندگی حتمی ہے، دُنیوی اور اخروی۔

(۲) ہرایک زندگی کے لئے کچھ چیزیں باعثِ زینت ہُوا کرتی ہیں۔

ان دونوں مطالب کی مختصر وضاحت کرنا لازم ہے۔ پہلا مطلب ہے کہ زندگی دوقسموں میں تقسیم ہوتی ہے، یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے ثبوت اور اثبات کے قائل سارے مسلمان ہیں اگر چہ کچھ ملحد اس تقسیم سے انکار کرتے ہیں اور معاد و قیامت کےحساب و کتاب کے نام سے کسی چیز کے قائل نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں زندگی کا دار و مدار بس اسی دُنیوی اور مادی زندگی پر ہے کہ جس کے بعد نیست و نابود اور فنا کے علاوہ کچھ نہیں ہے لہٰذا دُنیا میں اپنی خواہشات کے منافی عوامل سے مقابلہ کرنا ضروری سمجھتے

---

[1] میرزا حسین نوری، وسائل، ج ۱۳

ہیں تا کہ دُنیا میں زیادہ بہتر زندگی گذار سکیں، اس لیے اسلام جیسے نظام کو جو فطرت اور عقل کے عین مطابق ہے مانع آزادی اور خواہشات کے منافی سمجھتے ہیں لہٰذا اسلام پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں حالانکہ وہ اسلام کی حقیقت اور نظامِ اسلامی کے استحکام و بقاء سے بخوبی واقف ہیں۔

دوسرا مطلب جو روایت میں مذکور ہے یہ ہے کہ جس کا اعتراف سارے انسان کرتے ہیں چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم، اس کے باوجود غیر مسلم اور مادہ پرست اسلام کو بد نام کرنے کی خاطر طرح طرح کی غیر منطقی باتیں منسوب کرنے میں سرگرداں رہتے ہیں لہٰذا کہا کرتے ہیں کہ اسلام زینت کے مخالف ہے جب کہ اسلامی تعلیمات انسانوں کو زینت کی طرف (چاہے مادی ہو یا معنوی) ترغیب دلاتی ہیں لہٰذا اسلامی تعلیمات میں ملتا ہے کہ جمعہ کے روز غسل کرنا، ناخن تراشنا، بالوں کو خضاب لگانا اور آنکھوں کی زینت کے لیے سرمہ لگانا اور ہمیشہ خوشبو لگا کر نماز پڑھنا وغیرہ مستحب ہے۔ اگر چہ اسلام زینت کی حقیقت اور کمیت و کیفیت کے حوالہ سے باقی نظریات کے مخالف ہے لیکن خود زینت کے مخالف نہیں ہے، لہٰذا امام نے اس روایت میں زینتِ دنیوی کے علل واسباب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اولاد اور دولت مادی زندگی کی زینت ہیں۔ اس مطلب کی طرف کلامِ مجید میں بھی اشارہ ملتا ہے :

"المال والبنون زینۃ الحیاۃ الدنیا ○"

یعنی مال و اولاد دُنیوی زندگی کی زینت کا ذریعہ ہیں ۔

ابدی زندگی کی زینت کے علل واسباب میں سے ایک نمازِ شب ہے لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح غیر مسلم، عقیدہ اور عمل کے اعتبار سے اخروی زندگی

کی زینت سے محروم ہیں اسی طرح کئی مسلمان بھی اخروی زندگی کی زینت سے عملاً بہت دُور ہیں۔ اگرچہ وہ عقیدہ اور تصور کے مرحلے میں غیر مسلم کے مساوی نہیں ہیں لیکن عملی میدان میں اُن کے برابر نظر آتے ہیں جو مسلمانوں کے لئے بہت دُکھ کی بات ہے۔

اہل بیت علیہم السّلام کے لیے حکم:

نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السّلام کا ارشاد ہے۔

"انه كان يقول ان اهليبت امرنا ان نطعم الطعام ونوادى فى النائيه ونصلى اذا نام الناس○" [1]

آپ نے فرمایا کہ ہم ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں کہ ہمیں خدا کی طرف سے حکم ہُوا ہے کہ لوگوں کو کھانا کھلائیں اور مشکل کے وقت اُن کی مدد کریں اور جب وہ خوابِ غفلت میں سو رہے ہوں تو ہم نمازِ شب کو ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوجائیں۔

تحلیل حدیث:

اس روایت شریفہ میں امام المتقین و المسلمین نے تین عظیم ذمہ داریوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

۱) لوگوں کو کھانا کھلانا ہماری سیرت ہے اور

۲) لوگوں کی مشکلات میں مدد کرنا اور

۳) رات کے وقت نمازِ شب پڑھنا۔

یہ تینوں ذمہ داریاں انجام دینا عام انسان کے لیے بہت مشکل ہے کیونکہ جب

---

[1] شیخ صدوق، معانی الاخبار

انسان کسی مال کو اپنا حقیقی مال سمجھتا ہے تو کسی اور کو مفت کھلانا طبیعت وخواہشات کے منافی ہے۔ مفت میں کسی کو کچھ دینا کمی اور خسارہ کا باعث ہوتا ہے اگر چہ فطرت کی چاہت اس کے برعکس ہے یعنی ہم کسی چیز کے حقیقی مالک نہیں ہیں اور اگر کوئی شخص اپنے آپ کو کسی مال کا حقیقی مالک نہ سمجھے بلکہ اعتباری مالک جانے اور اس ملکیت کے زوال پذیر ہونے کا اعتراف کرے اور دوسروں کو کھلانا اپنی ابدی زندگی کی خوش بختی اور آبادی کا باعث سمجھے تو دوسروں کو کھلانے میں خوشی و مسرت محسوس کرتا ہے۔ فطرت کی چاہت کی بنا پر حقیقی مالک اُس کی نظر میں صرف خدا ہے اور خدا نے ہی انسانوں کو مال استعمال کرنے کا حق دیا ہے اور اسی طرح اگر کسی شخص پر کوئی مشکل آپڑے لیکن دوسرا شخص اپنے آپ کو اس سے بری سمجھے تو اس کے لئے عملاً مدد کرنا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ وہ اُس کی مشکلات کو ذہن میں تصور کی حد تک بھی نہیں لاتا کہ اس کا لازمی نتیجہ کائنات میں روز بروز طبقاتی نظاموں میں اضافہ اور فقر و تنگ دستی کا بازار گرم ہونا ہے۔

بہت سے افراد اس ذمہ داری کو انجام دینے کے حوالے سے تصور کے مرحلہ سے بھی محروم ہیں ایسے حضرات کو قرآن میں "بل هم اضل" کی تعبیر سے یاد کیا گیا ہے لیکن کچھ لوگ اس طرح کے ہیں کہ عملاً مدد کرنے سے محروم ہیں جب کہ تصور کے مرحلے میں باعمل ہیں یعنی اُن کی مشکلات کو اعضا وجوارح کے ذریعے برطرف کرنے کی کوشش نہیں کرتے لیکن اُن کی مجبوری کو ہمیشہ ذہن میں تصور کیا کرتے ہیں ایسے حضرات کو عالم بے عمل سے تعبیر کیا گیا ہے لیکن کچھ حضرات ایسے ہیں کہ جو تصور اور عمل کے اعتبار سے لوگوں کی مشکلات کو اپنی مشکلات سمجھ کر ہر وقت اُن کو برطرف کرنے کیلئے زحمت و مشقت کو اپنی ذمہ داری سمجھ کر ہر وقت اُن کو برطرف کرنے کی خاطر ہزاروں مشقتیں اُٹھاتے ہیں لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"من لم یتھم بامور المسلین فھو لیس بمسلم ○"

یعنی جو مسلمانوں کی مشکلات کی برطرفی کا اہتمام نہیں کرتے وہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔

انسانی فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ ایسا ہو لیکن اس قسم کے لوگ سوائے انبیا علیہم السّلام اور ائمہ علیہم السّلام کے کوئی اور نظر نہیں آتے چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ ہم اہل بیت (علیہم السّلام) ہی ایسا کرتے ہیں۔ چنانچہ جن افراد پر" اہلِ بیت" صادق آتا ہے اُن تمام حضرات کی مخصوصیت اور سیرت یہ ہی ہے۔ اگرچہ مذاہب کے مابین اہلِ بیت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن امامیہ مذہب جو حق اور نجات دلانے والا مذہب ہے اُس کی نظر میں اہلِ بیت کے مصداق صرف چہاردہ معصومین علیہم السّلام ہیں۔ لہٰذا تمام اہلِ بیت علیہم السّلام کی سیرت کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو کھانا کھلانا اور اُن کی مشکلات میں مدد کرنا اور رات کے آخری وقت نمازِ شب کے ذریعے خدا سے راز و نیاز کرنا یہ تمام چیزیں اُن کی سیرت سے ثابت ہیں۔ اگر آپ سیرتِ اہلِ بیت (علیہم السّلام) پر چلنا چاہتے ہیں تو ان ذمہ داریوں کو کبھی فراموش نہ کریں۔

نمازِ شب سے محروم شخص خسارے میں ہے:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا:

"لاتدع قیام الیل فان المبغون من غبن بقیام الیل○"[1]

تم لوگ نمازِ شب کو ترک نہ کرو کیونکہ جو شخص اس سے محروم ہُوا وہ خسارے میں ہے۔

---

[1] شیخ صدوق، معانی الا خبار، ص ۳۴۲

تحلیل حدیث :

اس حدیث کی وضاحت یہ ہے کہ روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے دو مطالب کی طرف اشارہ فرمایا جو قابلِ توضیح ہیں۔

۱) شب بیداری کرنا۔

۲) اور شب بیداری کی حقیقت اور ہدف

پہلے مطلب کی وضاحت یہ ہے کہ شب بیداری کرنے کی دو قسمیں قابلِ تصور ہیں :

۱) عبادتِ الٰہی کی خاطر شب بیداری کرنا تاکہ خدا سے راز و نیاز کریں۔

۲) لہو ولعب یا غیر عبادی امور کے لئے شب بیداری کرنا۔

روایت شریفہ میں امام نے ''قیام اللیل'' کو مطلق ذکر فرمایا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ باقی روایات سے قطع نظر دونوں صورتیں روایت میں شامل ہیں یعنی شب بیداری کرنا، چاہے عبادت میں رات گذارے یا کسی لہو ولعب میں، لیکن جب باقی روایات جو ''قیام اللیل'' سے مربوط ہیں اور قرائن وشواہد کو مدِنظر رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں امام علیہ السّلام کا ہدف وہ قیام اللیل ہے جو عبادتِ الٰہی کے لیے ہو نہ کہ لہو ولعب کے لیے۔ پس، علماء اور فقہا نے بھی ''قیام اللیل'' سے یہی مراد لیا ہے، اس لیے کہا جاتا ہے کہ روایت میں معصوم کی مراد صرف قیام اللیل نہیں ہے بلکہ عبادت کے لئے رات گذارنا مقصود ہے۔

دوسرا مطلب جو اس روایت میں قابلِ وضاحت ہے وہ یہ ہے کہ شب بیداری ہی کیوں عبادتِ الٰہی کے لیے مہم ہے؟ کیا کسی اور وقت میں عبادت نہیں ہوسکتی کہ جس کی خبر امام نے نہیں دی ؟

جواب یہ ہے کہ شب بیداری اسی لئے مہم ہے کہ عبادتِ الٰہی کی خاطر جاگنا حقیقت میں طبیعتِ شب کے ہدف کے خلاف ہے چنانچہ اس مطلب کی طرف خداوند کریم نے یوں اشارہ فرمایا ہے کہ خدا نے رات کوسکون اور آرام کے لئے خلق کیا ہے لٰہذا رات کے وقت عبادت کی خاطر جاگنا رات کی خلقت اور طبیعت کے منافی ہے لیکن جب انسان رات کے سکون اور آرام کو چھوڑ کر عبادتِ الٰہی کے لیے شب بیداری کرے تو خدا کی نظر میں اُس کی اہمیت اور عظمت بھی زیادہ ہوجاتی ہے اور نمازِ شب کی خصوصیت اور فضیلت کا وقت ہی وہی ہے جب باقی تمام انسان آرام وسکون کی گہری نیند سے لطف اندوز ہورہے ہوں مگر خدا کے عاشق اور ایمان کے نور سے بہر مند حضرات اپنے محبوبِ حقیقی سے راز و نیاز کی خاطر اُس وقت اپنے آرام وسکون کو راہِ خدا میں فدا کریں۔ لٰہذا امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ تم شب بیداری کو نہ چھوڑو کیونکہ شب بیداری نہ کرنے والے افراد ہمیشہ خسارہ اور نقصان کے شکار رہتے ہیں۔ پس اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اگرانسان شب بیداری کو نہ چھوڑے تو ہمیشہ فائدے میں ہوگا اور صحت جیسی نعمت سے بھی بہرہ مند ہوگا۔

مجھے اُس شخص سے نفرت ہے جونمازِ شب نہ پڑھے:

نمازِ شب کی اہمیت کو امام جعفرصادق علیہ السّلام نے یوں بیان فرمایا:

انی لا مقت الرجل قد قرأ القرآن ثم یستیقظ من اللیل فلا یقوم حتی اذا کان عند الصبح قام ویبادر بالصلوۃ○[1]

---

[1] باقر مجلسی، بحار، ج ۸۳

یعنی مجھے اُس شخص سے نفرت ہے جو قرآن کی تلاوت کرے اور نصف شب کے وقت نیند سے جاگے لیکن صبح تک کوئی نمازِ نافلہ نہ پڑھے بلکہ صرف نمازِ صبح پر اکتفا کرے۔

حدیث کی تحلیل:

اس روایت کی وضاحت ضروری ہے کیونکہ امام نے اس روایت میں اپنے اُن ماننے والوں سے جو رات کو نمازِ نافلہ انجام نہیں دیتے اظہارِ نفرت کیا ہے۔ لہٰذا اس روایت کے مصداق کو معین کر کے اس پر تطبیق کرنا لازم ہے تا کہ یہ شبہ نہ رہے کہ ہر نمازِ شب ترک کرنے والا معصوم کی نظر میں قابلِ نفرت ہے۔ اس مسئلہ میں چار صورتیں قابلِ غور ہیں:

۱) نمازِ شب وہ شخص ترک کرتا ہے کہ جو خواب اور نیند سے بالکل بیدار نہیں ہوتا ایسے افراد کی دو صورتیں ہیں:

۱) وہ شخص ہے جو سوتے وقت نمازِ شب انجام دینے کی نیّت تو رکھتا ہے لیکن نیند اُسے اُٹھنے کی اجازت نہیں دیتی تا کہ نمازِ شب سے لذت اُٹھا سکے۔

۲) وہ شخص ہے جو سوتے وقت نمازِ شب پڑھنے کے عزم کے بغیر سو جاتا ہے اور پوری شب نیند میں غرق ہو کر نمازِ شب سے محروم رہ جاتا ہے، ایسا شخص بھی امام کے اس جملے میں داخل نہیں ہے کیوں کہ فرمایا، ”لامقت الرجل“ یعنی مجھے اُس شخص سے نفرت ہے جو نصف شب کے وقت نیند سے جاگے لیکن صبح تک کوئی نمازِ نافلہ نہ پڑھے بلکہ صرف نمازِ صبح پر اکتفا کرے۔ پس، اگر کوئی شخص سوتے وقت نمازِ شب کے لئے جاگنے کی نیّت کے ساتھ سوئے اور پھر نہ جاگ سکے تو ایسا شخص بھی امام علیہ السّلام کے اس جملے سے خارج ہے کیونکہ اس قسم کے افراد سے نفرت کرنا خلافِ عقل ہے اور بہت

ساری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے افراد سے امام علیہ السّلام خوش ہیں کیونکہ وہ نمازِ شب پڑھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ ایسا شخص اس حدیث،''نیة المؤمن خیر من عمله'' کے مصداق قرار پاتا ہے لہٰذا ایسا شخص یقیناً روایت سے خارج ہے۔ لیکن دوسری قسم کے افراد یعنی جو سوتے وقت جاگنے کی نیّت کے بغیر حیوانات کی طرح سوتے ہیں تو وہ بھی خارج ہیں کیونکہ امام نے فرمایا:'' ثم یستیقظه'' یعنی سوئیں پھر جاگیں اور نمازِ شب نہ پڑھیں تو ایسے افراد سے مجھے نفرت ہے۔ اگرچہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کیفیت اور حالات میں سوجانا باعثِ مذمت ہے لیکن ''لا مقت الرجل'' میں داخل نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ نیند کی وجہ سے بیدار نہیں ہوتے اور نیندکو عذرِ شرعی شمار کیا جاتا ہے۔

۲) اس صورت میں وہ افراد ہیں جو نصف شب کے وقت نیند سے بیدار ہوجاتے ہیں لیکن نمازِ شب انجام نہیں دیتے کہ اس کی مزید تین قسمیں قابلِ تصور ہیں:

۱) جاگنے کے بعد نمازِ شب پڑھنے کا شوق ہے لیکن کسی اور کام یا مصروفیات کی وجہ سے نمازِ شب سے محروم ہوجاتے ہیں جیسے مطالعہ یا دیگر لوازماتِ زندگی (مثلاً روزی وغیرہ) کی فراہمی۔ ایسے افراد بھی اس حدیث سے خارج ہیں کیونکہ لوازمات کی فراہمی کے لئے کوشش کرنا اور شب بیداری کرنا بھی خدا کی عبادت ہے۔

۲) دوسری قسم میں وہ افراد شامل ہیں جو نیند سے بیدار تو ہوتے ہیں لیکن غیر ضروری، مباح یا مکروہ کاموں کی وجہ سے نمازِ شب ترک کر بیٹھتے ہیں، ایسے افراد اس حدیث میں داخل ہیں اور اُنھیں کے بارے میں فرمایا کہ مجھے اُن سے نفرت ہے۔

۳) تیسری قسم میں وہ اشخاص ہیں جو نصف شب کے وقت جاگتے ہے لیکن کسی عذر کے

بغیر سستی کی وجہ سے نمازِ شب ترک کرتے ہیں تو ایسے افراد سے امام نے اظہارِ نفرت کیا ہے لہٰذا فرمایا، ''لا مقت الرجل ''یعنی رات کو بیدار ہوتا ہے اور نمازِ شب بجا نہیں لاتا، یہ افراد قابل مذمت ہیں۔ نتیجتاً نمازِ شب کسی عذرِ عقلی کے بغیر نہ پڑھنا امام علیہ السّلام کی نفرت کا باعث ہے اور امام کے ماننے والوں کے لئے یہ بہت ہی سخت اور ناگوار بات ہے کہ امام اُن سے نفرت کریں۔

نمازِ شب ادا کرنے والے میاں بیوی:

نمازِ شب کوانجام دینے میں کوتاہی اور سُستی شیطان کے تسلط اور حکمرانی کا نتیجہ ہے اور نمازِ شب کی فضیلت پر دلالت کرنے والی روایات میں سے ایک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ قول ہے کہ آپ نے فرمایا:

اذا ایقظ الرجل اهله من الیل و توضیا وصلیا کتبا من الذا کرین کثیرا والذا کرات○ [1]

(اگر کوئی شخص نصف شب کے وقت اپنی شریکِ حیات کو نیند سے جگائے اور دونوں وضو کر کے نمازِ شب انجام دیں تو اُن کو کثرت سے ذکر کرنے والوں میں قرار دیا جائے گا۔)

تحلیل حدیث:

اس حدیث میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے تین شرطوں کے لیے ایک جزا کا ذکر کیا ہے:

۱) شوہر اپنی بیوی کو نیند سے جگائے۔

۲) دونوں وضو کریں۔

[1] شیخ عبدعلی، نور الثقلین، ج ٤

۳) اور دونوں نمازِ شب انجام دیں۔

پھر" کتبامن الذا کرین کثیرا والذا کرات"۔ (اس کا نتیجہ اور حقیقت کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے یہ ایک لمبی چوڑی بحث ہے۔ قارئین محترم کی خدمت میں صرف اشارہ کرنا مقصود ہے تا کہ حدیث کی حقیقت اور مطلب واضح ہوجائیں) لہٰذا اس حدیث سے دومطالب کا استفادہ ہوتا ہے، ایک نمازِ شب کی تاکید اور اہمیت نیز نمازِ شب صرف مردوں کے ساتھ مختص نہیں بلکہ خواتین بھی اس روح پرور عبادت سے بہرہ مند ہوسکتی ہیں، پس نمازِ شب مرد اور عورت دونوں کے لئے مستحب ہے اگرچہ ہمارے معاشرے میں بعض جگہوں پر ایسی عبادت کو انجام دینے کا نظر یہ صرف مردوں کے بارے میں قائم ہے جب کہ نمازِ شب پڑھنا حضرت زہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت زینب کبریٰ علیہاالسّلام کی سیرتِ طیبہ میں سے اہم سیرت ہے اور روایت کا ماحصل اور مدلول بھی یہی ہے کہ مردوں اور عورتوں میں نمازِ شب کے استحباب کے حوالے سے کوئی فرق نہیں ہے لہٰذا دونوں اس انسان ساز عبادت سے فیضیاب ہوسکتے ہیں۔

دوسرا مطلب جو روایت سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ نمازِ شب پڑھنے والے کا شمار ذاکرین میں سے ہوتا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں ذاکرین کے حقیقی مصداق اہلِ بیت علیہم السّلام ہیں لہٰذا نمازِ شب پڑھنے والے بھی ایسے درجات کے مالک ہوسکتے ہیں یعنی ذاکرین کے کئی مراتب ہے جس کے کامل ترین درجہ پر ائمہ اطہار علیہم السّلام فائز ہیں اور نمازِ شب پڑھنے والا مؤمن دوسرے مرتبہ پر فائز ہوگا جو عام انسانوں کی نسبت خود بہت بڑا درجۂ کمال ہے۔

”ان ناشئة اللیل ‘‘ اور’’ وسبحه لیلاً طویلا ‘‘ سے مراد :

نیز نمازِ شب کی اہمیت کو بیان کرنے والی رویات میں سے ایک اور روایت جو اس آیہ شریفہ” ان ناشئة اللیل ‘‘ کی تفسیر میں وارد ہوئی ہے یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السّلام اور امام جعفر صادق علیہ السّلام سے سوال کیا گیا کہ” ان ناشئة اللیل ‘‘ سے کیا مراد ہے ؟ تو آپ دونوں حضرات نے فرمایا :

’’ھیی القیام فی آخر الیل○‘‘

یعنی اس آیہ شریفہ سے مراد رات کے آخری وقت نمازِ شب کی خاطر بیدار ہونا ہے۔

اسی طرح دوسری روایت جو اس آیت کی تفسیر میں وارد ہوئی ہے امام جعفر الصادق علیہ السّلام سے یوں نقل کی گئی ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ” ان ناشئة اللیل ‘‘ سے مراد کیا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا:

”قیام الرجل عن فراشه بین یدی الله عزوجل لا یرید به غیرہ○‘‘ [۱]

یعنی اس آیہ شریفہ سے مراد بارگاہ الٰہی میں نیند کے سکون اور آرام کو چھوڑ کر نمازِ شب کی خاطر جاگنا کہ جس سے صرف رضایتِ خدا مقصود ہو، لہٰذا ان دونوں روایتوں سے بھی نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت واضح ہوجاتی ہے۔ پس، قرآن کریم کی اس آیہ شریفہ کی تلاوت کرنے کے باوجود نمازِ شب کا نہ پڑھنا سلبِ توفیق اور بدبختی کی علامت ہے۔ پالنے والے! ہمیں ایسی بدبختی اور سلبِ توفیق سے نجات دے۔ یہاں ممکن ہے کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ہم اسلام کی خدمت کرتے ہیں (مثلاً مدرسے کی تاسیس کرنا یا کسی مسجد اور دیگر دینی مراکز کی تعمیر کرانا یا کسی اور خدمت میں مصروف ہونا

---

[۱] باقر مجلسی، بحار، جلد ۸۷

وغیرہ)،   لہٰذا نمازِ شب کیلئے نہ جاگیں یا نہ پڑھیں تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ بندہ کتاب لکھ رہا ہے یا کوئی اور خدمت انجام دے رہا ہے،   تو ایسا خیال رکھنے والے حضرات بہت بڑے اشتباہ کا شکار ہیں۔   حقیقت یہ ہے کہ نمازِ شب کے فوائد اور آثار اس قدر عظیم ہیں کہ اس کے مقابلے میں کوئی اور کام یا خدمت اس کا بدل نہیں ہوسکتی ۔ اسی طرح یہ روایت بھی ہمارے مطلب پر دلیل ہے جس میں امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا:

"لما سئل عن التسبیح فی قوله تعالیٰ وسبحه لیلا طویلا صلوة اللیل○"

یعنی امام رضا علیہ السّلام سے" وسبحه لیلا طویلا "کے بارے میں پوچھا گیا کہ رات دیر تک خدا کی تسبیح کرنے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد نمازِ شب ہے یعنی نمازِ شب کے ذریعے خدا کی تقدیس و تسبیح ہوسکتی ہے۔ اس مطلب کی وضاحت یہ ہے کہ ہمارے عقیدے کی بنا پر کائنات کے تمام موجودات چاہے انسان ہوں یا حیوان، نباتات ہوں یا جمادات،   سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حدوث وبقاء کے حوالے سے خدا کے محتاج ہیں لہٰذا تمام مخلوقات یعنی پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتی ہے کہ اس مطلب کی تصدیق قرآن نے یوں کی ہے:

"سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ"[۱]

(ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہے)

لیکن تسبیح کی کیفیت اور کمیت کے بارے میں مخلوقات کے مابین بہت بڑا فرق ہے یعنی اگر کوئی زبان سے تکلم کے ذریعہ خدا کی تسبیح کرتا ہے تو دوسرا زبانِ حال اور نطق گویا کے

---

[۱] سورۃ الحدید، آیت:۱

ذریعے خدا کی تسبیح میں مصروف ہے۔ اس آیہ شریفہ میں خدا نے رات دیر تک تسبیح کرنے کا حکم فرمایا اور امام نے اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے اس کی تفسیر فرمائی ہے کیونکہ حقیقی مفسر اور عاشقِ الٰہی وہی ہے لہٰذا عاشق معشوق کے کلام میں ہونے والے کنایات واشارات اور فصاحت وبلاغت کے نکات سے بخوبی واقف ہے جب کہ دوسرے لوگ ایسے نکات اور اشارات سے بے خبر ہوتے ہیں۔ لہٰذا آنحضرت نے ''وسبحه'' کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد نمازِ شب ہے۔ پس نمازِ شب کی اہمیت وفضیلت کے لئے صاحبانِ عقل کے لیے اتنا ہی کافی ہے لیکن دُنیا میں نیاز مند افراد کا طریقہ یوں رہا ہے کہ کہیں سے کوئی معمولی سی چیز ملنے کی اُمید ہو تو ہزاروں قسم کی زحمات برداشت کرتے ہیں تا کہ اس چیز کے حصول سے محروم نہ رہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کتنا غافل ہے کہ مادی زندگی جو مختصر عرصے تک باقی رہتی ہے اُس کی ضروریات کو پورا کرنے کی خاطر اتنی زحمات اور سختیاں برداشت کرتا ہے مگر نمازِ شب جیسی عظیم نعمت اور دولت کو ہاتھ سے جانے دیتا ہے جب کہ نمازِ شب عالمِ برزخ اور ابدی زندگی کے لئے بھی بہت مفید ہے اور نمازِ شب انجام دینے میں صرف آدھ گھنٹہ نیند سے بیدار ہونے کی زحمت ہوتی ہے اور اس جاگنے میں کتنی لذت ہے؟ اس کا اُسے اندازہ ہی نہیں۔

اگر کوئی شخص فکر و تدبر سے کام لے تو یقیناً اس مادی زندگی کے دوران ہی آخرت اور ابدی زندگی کے لئے نمازِ شب جیسی دولت کے ذریعے سرمایہ کاری کرسکتا ہے تا کہ دُنیا میں کامیاب اور سعادت مند ہو اور عالمِ برزخ میں سکون کے ساتھ سفر کے لمحات طے کرسکے اور ابدی زندگی میں جاودانہ نعمتوں سے مالامال ہوسکے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا:

"لما یرفع راسہ من آخر رکعت الوتر (یقول) ھذا مقام حسنا تہ نعمتہ منك وشکرہ ضعیف وذنبہ عظیم ولیس لہ الا دفعك ورحمتك فانك قلت فی کتابك المنزل علی نبیك المرسل کانو قلیلا من اللیل ما یھجعون وباالاسحار ھم مستغفرون کمال ھجوعی وقل قیامی وھٰذا السحر وانا استغفرك لذنبی استغفارا من لم یجد نفسہ ضرا ولا نفعا ولا موتا ولا حیوا اتا ولا نشورا ثم یخر ساجدا ○"[1]

جب حضرت امام موسی کاظم علیہ السّلام نماز وتر کی آخری رکعت سے فارغ ہوتے تو فرمایا کرتے تھے کہ (الٰہی!) یہاں ایک ایسا شخص کھڑا ہُوا ہے کہ جس کی نیکیاں تیری طرف سے دی ہوئی نعمتیں ہیں کہ وہ جن کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہے، گناہ اُس کے زیادہ ہیں اور (اُس کے پاس) صرف تیری رحمت اور حمایت کے سوا کچھ نہیں ہے کیونکہ تُونے ہی اپنے نبی مرسل (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر نازل کئی ہوئی کتاب میں فرمایا ہے کہ "**کانو قلیلا**" یعنی ہمارے انبیا رات کا کم حصّہ سوتے اور زیادہ حصّہ ہماری عبادت کی خاطر شب بیداری کرتے تھے اور سحر کے وقت طلبِ مغفرت کرتے تھے لہٰذا (میرے پالنے والے!) میری نیند اور خواب زیادہ اور شب بیداری کم ہے، اس سحر کے وقت میں تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت کی طلب اُس شخص کی طرح کرتا ہوں کہ جس کو اپنے نفع ونقصان اُٹھانے کی طاقت اور حساب و کتاب سے بچنے کے لیے کوئی راہ فرار نہیں ہے، نہ ہی موت وحیات اُس کے بس میں ہے۔ ان کلمات کو

---

[1] الخیرص ۱۷۵

بیان فرمانے کے بعد آپ سجدہ شکر ادا کیا کرتے تھے۔

تحلیل حدیث :

حضرت نے اس راویت میں کئی مطالب کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جن میں سے ایک یہ ہے کہ خالق کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے معافی مانگنے اور مغفرت طلب کرنے کا بہترین وسیلہ نمازِ شب اور بہترین وقت سحر کا وقت ہے کہ جس سے انسان کے گناہوں سے آلودہ قلب کی دوبارہ آبیاری ہوتی ہے اور کھوئی ہوئی خدا داد صلاحتیں پھر مل جاتی ہیں۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ انسان جس مقام اورمنصب پر فائز ہو اُس کے باوجود نمازِ شب جیسی نعمت سے بے نیاز اور مستغنی نہیں ہے۔ امام خود امامت کے منصب و مقام پر ہونے کے باوجوداور پورے انبیا علیہم السّلام نبوّت کے مقام و منزلت پر فائز ہونے کے باوجود بندگی اور شب بیداری اور نمازِ شب میں مشغول رہتے تھےاور تمام مشکلات اورسختیوں کے باوجود کبھی نمازِ شب کی انجام دہی میں کوتاہی اور سستی نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا نمازِ شب کا ترک کرنا حقیقت میں انبیا، اوصیا، اورمجتہدین کی سیرت ترک کرنے کے مترادف ہے کہ ان کی سیرت قلب اور روحِ انسان کی نابود شدہ قدرت اور صلاحیتوں کو دوبارہ زندہ کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ ایک مسلمان کے لئے قرآن وسنت پر اعتقاد رکھنے اور انبیا اور اوصیا کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے ضروری ہے کہ وہ اس پرلطف اور روح پرور معنوی نعمت کے حصوں میں کوتا ہی اور سستی نہ کرے کیونکہ بہت سے امراض اور بیماریوں کے لئے باعثِ شفا بھی یہی نمازِ شب ہے لہٰذا یہ چیزیں اہمیت اورفضیلت کے لئے بہترین دلیل ہے۔

نمازِ شب پر خدا کا فرشتوں کے سامنے بندے کے کردار پر فخر:

قدیم ایام میں غلام و بندہ اور کنیزولونڈی کا سلسلہ معاشرے میں عروج پر تھا کہ جس کے حالات اور احکام کو انبیا اور ائمہ کے بعد فقہا اور نائبینِ عام نے اپنے دَور میں فقہی مباحث میں، شعراء و ادبا نے ادبی کتابوں میں اور محققین نے اپنی تحقیقاتی کتابوں میں بیان کیا۔ چنانچہ غلام و کنیز کے موضوع پر مستقل اور مفصل بحث کی گئی ہے لیکن عصرِ حاضر میں حقوقِ بشر اور متمدن معاشرے کے قیام کا نعرہ عروج پر ہے لہٰذا شاید اس وقت دُنیا کے کسی گوشے میں قدیم زمانے کی کیفیت و کمیت پر غلام و کنیز کا سلسلہ نہ پایا جاتا ہو اسی لئے آج کل فقہی مباحث میں بھی وہ بحث متروک ہوچکی ہے۔

آج کل کے مفکرین عبد و عبید کا سلسلہ معاشرے میں نہ ہونے کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ ایک باشعور انسان کڑی نظر کے ساتھ مطالعہ کرے تو اُسے معلوم ہوجائے گا کہ عبد و عبید کا سلسلہ اُس زمانے کی بہ نسبت اِس دورِحاضر میں زیادہ عروج پر ہے اگر چہ کیفیت و کمیت میں ضرور فرق ہے کہ قدیم زمانے میں ایک شخص دوسرے کا غلام یا کنیز ہُوا کرتا تھا لیکن اِس دَور میں تمام انسان مادیات اور خواہشات کے غلام بن چکے ہیں لہٰذا قدیم زمانے کی غلامی دَورِ حاضر کی غلامی سے بہتر تھی کیونکہ قدیم زمانے میں غلام کا مالک اور مولیٰ بھی ایک انسان تھا جب کہ ہمارے دَور میں ہمارا مولیٰ اور مالک پیسہ اور دیگر مادیات بن گئے ہیں جو کہ انسان کے لیے بہت خطرناک ہیں۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان فقط خدا کا بندہ ہے نہ مادیات اور دیگر لوازمات کا اور انسان کے علاوہ باقی ساری چیزیں انسان ہی کے لئے خلق کئی گئی ہیں اسی لئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"ان العبد اذا تخلی بسیدہ فی جوف اللیل المظلم وناجاہ آشبت اللہ النور فی قبلہ ثم یقول جلّ جلالہ الملائکۃ یا ملائکتی النظروا الی عبدی فقد تخلی فی جوف اللیل المظلم والبا طلون لاھون والغافلون نیام الشھدوا انی قد غفرت لہ○"

یعنی جب کوئی بندہ اپنے آقا کو نصف شب کے وقت کہ جس وقت ہرطرف تاریکی ہی تاریکی ہو پکارتا ہے اور راز ونیاز کیا کرتا ہے تو خداوند اُس کے دل کو نور سے منور کردیتا ہے اور پھر فرشتوں سے کہتا ہے کہ اے میرے سچے ماننے والے فرشتو! میرے اس بندے کی طرف دیکھو جو رات کی تاریکی میں میری عبادت میں مشغول ہیں حالانکہ مجھے نہ ماننے والے لوگ کھیل کود میں مصروف اور میرے ماننے والے غافل خوابِ غفلت میں غرق ہیں لہٰذا تم گواہ رہو کہ میں نے اِس کے تمام گناہوں کو معاف کردیا ہے۔

تحلیل وتفسیر:

اس حدیث میں کئی مطالب توضیح طلب ہیں۔ ایک یہ ہے کہ خدا فرشتوں سے اپنے بندے کے کردار پر فخر کررہا ہے کہ جس کی وضاحت کے لئے ایک مقدمہ ضروری ہے اور وہ مقدمہ یہ ہے کہ جب کسی موضوع پر بندہ اور آقا کے درمیان گفتگو ہوتی ہے تو آقا کی نظر میں بندہ کے کردار وگفتار کے حوالے سے تین حالتیں قابلِ تصور ہیں:

۱) بندہ کے کردار سے مولا خوش ہوجاتا ہے۔

۲) مولیٰ اُس کے کردار وگفتار سے ناراض ہوجاتا ہے۔

۳) مولیٰ کو اُس کے کردار وگفتار سے نہ خوشی ہوتی نہ ناراضگی۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث میں غلام کے اس کردار کا

تذکرہ فرمایا ہے کہ جس سے آقا خوش ہوجاتا ہے۔ مثلاً ایک ایسا کام جو انسان کی نظر میں انجام دینا مشکل ہو لیکن خدا کی نظر میں اُسے انجام دینا مستحب ہو اُسے انجام دینے سے مولا خوش ہوجاتا ہے جیسے نمازِ شب، جس کو انجام دینے سے خدا فرشتوں کے سامنے ناز اور فخر کرتا ہے جب کہ فرشتے کائنات کی خلقت سے لیکر قیامت تک اللہ ہی کے تابع ہیں۔

دوسرا مطلب جو توضیح طلب ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے فرشتوں کو اُس شخص کے گناہوں کی معافی پر گواہ بنایا ہے جس سے یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ شاید اس کی علت یہ ہو کہ خدا کی نظر میں امین ترین مخلوق فرشتے ہیں لہٰذا اُس نے وحی کو ہمیشہ جبرائیل علیہ السّلام کے ذریعے انبیا تک پہنچایا۔ کیونکہ فرشتوں کا عمل کے حوالے سے کبھی غفلت و فراموشی کا شکار اور اپنی خواہشات کے تابع ہونے کا احتمال نہیں ہے لہٰذا خدا نے اس مسئلہ پر فرشتوں کو گواہ بنایا تاکہ اپنے بندوں کو زیادہ سے زیادہ اطمینان دلاسکے۔ پس اس روایت سے بخوبی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ فرشتوں پر ناز کرنے کا سبب نمازِ شب کی ادائیگی ہے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔

نمازِ شب پڑھنے والا فرشتوں کا امام:

”قال رسول اللہ من رزق صلوۃ اللیل من عبد او امۃ قام للہ عزوجل مخلصا فتوضیا وضوءً سابغاً وصلی اللہ عزوجل بنیۃ صادقۃ وقلب سیلم وبدن خاشع وعین دامعۃ جعل اللہ تبارك وتعالی سبعۃ صفوف من

الملائیۃ فی کل صف مالا یحصی عددھم الا اللہ تبارك تعالی احد طرفی فی صف بالمشرق والاخر بالمغرب قال فاذا فرغ کتب لہ بعددھم درجات○" [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی غلام یا کنیز (مرد یا عورت) کو نمازِ شب انجام دینے کی توفیق حاصل ہو اور وہ خدا کی خاطر اخلاص کے ساتھ نیند سے اُٹھ کر وضو کرے پھر سچی نیّت، اطمینانِ قلب، بدن میں خضوع وخشوع اور اشک بار انکھوں کے ساتھ نمازِ شب انجام دے تو خدا وند تبارک وتعالیٰ اُس کے پیچھے فرشتوں کی سات صفوں کو مقرر فرماتا ہے کہ ان صفوں میں سے ہر ایک صف کا ایک سرا مشرق اور دوسرا مغرب تک پھیلا ہُوا ہوتا ہے جن کی تعداد سوائے خدا کے کوئی اور شمار نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جب وہ نماز سے فارغ ہوجاتا ہے تو خدا اُن فرشتوں کی تعداد کے مطابق اُس کے درجات میں اضافہ فرماتا ہے۔

تحلیل وتفسیر حدیث:

اسلام میں امامِ جماعت کا منصب بہت ہی سنگین اور اہم منصب ہے کہ جس پر فائز ہونے کی خاطر برسوں تزکیہ نفس کرنا اور دینی مسائل اور معارفِ اسلامی حاصل کرنے کی خاطر ہزاروں زحمات اور مشقتیں اُٹھانا اور خواہشاتِ نفسانیہ کے خلاف جہاد کرنا پڑتا ہے پھر کہیں بندہ اس مقام کے لائق ہوتا ہے۔

اسی لئے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواہشاتِ نفسانی سے جنگ کرنے کو جہادِ اکبر سے تعبیر فرمایا ہے جب کہ میدانِ کارزار میں جاکر دشمنوں سے مقابلہ کرنے

[1] شیخ صدوق، امالی صدوق، ص ۲۳۰

کو جہادِ اصغر سے تعبیر کیا ہے۔ پس کوئی شخص ان مراحل کو طے کرے تو امامِ جماعت کے منصب کا لائق ہوسکتا ہے کیونکہ امامِ جماعت کے شرائط میں سے اہم ترین شرط عدالت ہے اور عدالت ان مراحل کے طے کیے بغیر ناممکن ہے کہ یہی اس منصب کی اہمیت کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے، اگر چہ آج کل زمانے کے بدلنے سے امامِ جماعت کے منصب کو ایک معمولی منصب سمجھ کر ہر کس و ناکس اس کی شرائط کو نظر انداز کرکے اس عظیم منصب پر قابض نظر آتا ہے یہاں تک کہ بعض جگہوں پر سفارش کے ذریعہ امامِ جماعت متعین ہو جاتا ہے۔

اور دوسری طرف بہت دُکھ کی بات یہ ہے کہ آج کل ہمارے معاشرے میں امامِ جماعت جیسے عظیم مقام پر فائز ہونے والے افراد کو ذِلّت وحقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جب کہ اس کی عظمت اسلام میں کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اس کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں۔

۱) ذاتی دشمنی کی بنا پر اُس سے نفرت کی جاتی ہے یعنی امامِ جماعت عدالت اور ایمانداری سے اپنی ذمہ داری انجام دیتا ہے لیکن کچھ منفعت پرست افراد اُسے اپنا آلہ کار بنانا چاہتے تھے جن کے کہنے میں نہ آنے پر اُسے بُرا بھلا کہنا شروع کردیتے ہیں اور بعض غلط باتیں اُس سے منسوب کرتے ہیں کیونکہ امامِ جماعت اُن کے منافع اور خواہشات کے منافی ہے۔

۲) دوسری وجہ شاید یہ ہو کہ خود امامِ جماعت میں عیب ہے یعنی امامِ جماعت تذکیۂ نفس کے مراحل کو طے اور خواہشاتِ نفسانیہ کے میدان میں کامیابی حاصل کیے بغیر اس منصب پر فائز ہو گیا ہے جبکہ وہ خدا کی نظر میں اس منصب کے لائق نہیں ہے۔ وہ

محض سفارش اور اثر و رسوخ کے ذریعے اس منصب پر قابض ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں آیات اور احادیث بیان کرنے کے باوجود لوگوں پر اُس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا ، کیونکہ آیات واحادیث کے اثرانداز ہونے میں بیان کرنے والے کے تذکیۂ نفس کے مراحل کو طے کرنا شرط ہے جب کہ اُس میں یہ شرط نہیں پائی جاتی اور اسی لئے لوگوں کی نظر میں روز بروز حقیر اور ذلیل ہوجاتا ہے وگرنہ خدا وندمتعال صاف لفظوں میں فرماچکا ہے :

"ان تنصر اللہ ینصر کم"

(اگرتم اللہ کی مدد کروگےتو اللہ تمہاری مدد کرے گا)

"فاذ کرونی اذ کر کم"

(پس تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا)

تبھی تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس حدیث میں فرشتوں کے امامِ جماعت کی شرائط کا تذکرہ فرمایا جس کے مطابق ہر نمازِ شب پڑھنے والے شخص کے پیچھے فرشتے اقتدا نہیں کرتے بلکہ فرشتوں کی اقتداء کرنے کے لیے امام جماعت میں درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ۔

۱) اخلاص کے ساتھ نیند سے جا گنا چنانچہ اس شرط کی طرف یوں اشارہ فرمایا کہ:

"قام اللہ عزوجل مخلصا"

۲) کامل وضو کے ساتھ ہو یعنی عام عادی وضو نہ ہو بلکہ ایسا وضو ہوکہ شرائطِ صحت کے علاوہ شرائطِ کمالیہ پربھی مشتمل ہو اور کسی بھی نقص وعیب سے خالی ہو چنانچہ اس شرط کی طرف یوں اشارہ فرمایا:"فتوضا وضوء سابقا○"

۳) نماز کو سچی نیّت کے ساتھ شروع کیا جانا چاہیے یعنی دنیوی فوائد اور اخروی نتائج کی خاطر نہ ہو بلکہ فقط خداوند کریم کو لائق عبادت سمجھ کر شروع کرنا چاہیے کہ اس مطلب کو یوں بیان فرمایا، ''وصلی للہ عزوجل بنیۃ صادقۃ'' چنانچہ یہ اولیا اللہ اور ائمہ اطہار کی سیرت بھی ہے اورحضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کا ارشادبھی ہے ۔

٤) اضطرابِ قلبی اور وسوسۂ شیطانی دل میں نہ ہو کہ جس کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے، ''و قلب سلیم''

٥) بدن میں خشوع وخضوع ہو یعنی پورے اعضا وجوارح کی حالت اس غلام کی طرح ہو جو اپنے مولیٰ کے حقیقی تابع ہے اور اُس کے حضور میں نہایت ادب واحترام اور انکساری کے ساتھ حاضر ہے۔ اس مطلب کی طرف یوں اشارہ فرمایا، ''وبدن خاشع''

٦) آنکھیں اشکبار ہوں کہ جس کی طرف یوں اشارہ فرمایا، ''وعین دامعۃ''

ان تمام شرائط کے ساتھ نمازِ شب انجام دینے والا خوش نصیب شخص فرشتوں کا امام بن سکتا ہے اور خدا کی نظر میں وہ شخص محبوب ترین افراد میں شمار کیا جاتا ہے جو اس خاکی بشر کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے اور نمازِ شب کی اہمیت پر بہترین دلیل بھی ۔

نمازِ شب باعثِ خوشنودیِ خداوند:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

''وثلاثۃ یحبھم اللہ ویضحک الیھم ویستبشر بھم الذی اذا انکشف فیئۃ قاتل وراتھم نفسہ للہ عزوجل فاما یقتل واما ینصرہ اللہ تعالیٰ ویکفیہ فیقول انظر واالی عبدی کیف صبرلی نفسہ والذی لہ امراۃ حسناء وفراش لین حسن فیقوم من اللیل فیذر شھوتہ فیذ کرنی

ويناجيني ولوشاء رقد والذي اذا كان في سفر معه ركب فسهروا وسعتبوا ثم هجعوا فقام من السحر في السراء والضراء○" [1]

یعنی خدا وند تین قسم کے لوگوں سے محبت کرتا ہے اور ان سے خوش ہوجاتا ہے جن میں سے پہلا وہ شخص ہے جو راہِ خدا میں اللہ کے دُشمنوں سے اس طرح جنگ کرتا ہے کہ یا جامِ شہادت نوش کرتا ہے یا خدا کی طرف سے فتح و نصرت آجاتی اور وہ زندہ رہ جاتا ہے، اُس وقت خدا فرماتا ہے کہ تم میرے اس بندے کی طرف دیکھو کہ اس نے میری خاطر کس قدر صبر اور استقامت سے کام لیا۔

(دوسرا) وہ شخص ہے کہ جس کی خوبصورت بیوی ہو اور آرام وسکون کے ساتھ نرم وگرم بستر سے لطف انداز ہو اور جس طرح کا آرام وسکون کرنا چاہے تو کرسکتا ہو لیکن ان لذتوں اور خواہشاتِ نفس کو چھوڑ کر رات کے وقت اللہ کی عبادت کی خاطر اُٹھ جائے اور اللہ سے راز ونیاز کرے۔

(تیسرا) وہ شخص ہے جو مسافر ہو لیکن بے آرامی اور تھکاوٹ کے باوجود اپنے ساتھیوں کو سوتا چھوڑ کر خود (عشقِ الٰہی) میں اس طرح غرق ہوجائے کہ خوشی خوشی سحر کے وقت اُٹھے اور خدا کی عبادت کو فراموش نہ کرے۔

تحلیل وتفسیر:

اس حدیث میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانوں کے تین طریقوں سے خداوند کے خوش ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے لہٰذا خلاصہ کے طور پر کہا جائے تو یہ حدیث مجاہدین کی عظمت کو بیان کرتی ہے اور مجاہدین کی دو قسمیں ہیں:

---

[1] جلال الدین سیوطی، الدرالمنثور، ج۲ / ۳۸۳

۱) خارجی دشمنوں سے لڑنے والا مجاہد۔
۲) اور اندرونی دشمنوں سے لڑنے والا مجاہد۔
دونوں قسموں کی تعریف قرآن وسنت میں آچکی ہے اور بیرونی دشمنوں سے لڑنے والے مجاہدین کی خود اپنی جگہ دو قسمیں ہیں:
۱) امام اور نبی کے اذن سے ان کے ہمراہ دشمنوں سے مقابلہ کرنے والے جن کو فقہی اصطلاح میں مجاہد اور اُس جنگ کو جہاد کہا جاتا ہے کہ جس کا مصداق عصرِ غیبت میں منتفی ہے کیونکہ اکثر مجتہدین اور فقہاء عصرِ غیبت میں جہاد ابتدائی واجب نہ ہونے کے قائل ہیں لہٰذا عصرِ غیبت میں ایسے مجاہد کے مصداق بھی منتفی ہیں۔
۲) دوسرا مجاہد وہ شخص ہے جو عصرِ غیبت میں اسلام اور مسلمین اور اسلامی سرزمین اور ناموس کی خاطر جنگ کرے، جس جنگ کو قرآن وسنت اور فقہی اصطلاح میں دفاع کہا جاتا ہے کہ اس کے واجب ہونے کے بارے میں مجتہدین اور صاحبِ نظر حضرات کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے اور جہاد کی طرح یہ بھی واجب ہے اور لڑنے والے کو مجاہد کہا جاتا ہے۔
۳) تیسرا مجاہد وہ شخص ہے جو داخلی دشمنوں سے لڑے۔ اس داخلی جنگ کو جہادِ اکبر کہا جاتا ہے اور لڑنے والے کو مجاہد جبکہ اسلحہ لے کر بیرونی دشمنوں سے جنگ کرنے کو جہادِ اصغر سے تعبیر گیا ہے یعنی خواہشات اور نفسِ امارہ سے لڑنے والے افراد کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجاہدینِ اکبر فرمایا ہے، کیونکہ اگر انسان کو داخلی دشمنوں پر فتح حاصل ہو تو حقیقی مولیٰ کی پرستش اور اطاعت آسانی سے کرسکتا ہے۔ لہٰذا اگر تزکیہ نفس کرچکا ہو یعنی داخلی دشمنوں کو شکست دینے میں کامیاب ہُوا ہو تو راحت کی نیند چھوڑ کر اور سفر کی سختیوں کو برداشت کر کے بھی نمازِ شب کو فراموش نہیں کرتا۔ اس حدیث میں

ایسے ہی مجاہدین کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ خدا ایسے افراد کے ساتھ روزِ قیامت پیار ومحبت اور خندہ پیشانی سے پیش آئے گا اور یہ حقیقت میں خدا کی طرف سے بہت بڑا مقام اور عظیم مرتبہ ہے لہٰذا نمازِ شب کو فراموش نہ کیجئے کیونکہ نمازِ شب میں دنیوی اور ابدی زندگی کی کامیابیاں مضمر ہیں اور اسے انجام دینے والے مجاہد ہیں جو اس خاکی زندگی میں بہت بڑا اعزاز ہے۔

بستر کو چھوڑ کر پروردگار سے راز و نیاز کرنے والا:

"قال الامام علی ثلاثة یضحك الله الیهم یوم القیامة رجل یکون علی فراشیه وهو یحبها فیتوضاء ویدخل المسجد فیصلی ویناجی ربه○"[1]

حضرت امام علی علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا روزِ قیامت تین قسم کے انسانوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے گا، جن میں سے ایک وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بستر پر محبت کی لذت سے لطف اندوز ہو لیکن آپس کے پیار ومحبت کو عشقِ الٰہی پر فدا کرتے ہوئے وضو کرے اور مسجد میں جا کر اپنے پروردگار کے ساتھ راز ونیاز میں مشغول ہوجائے اور نمازِ شب ادا کرے۔

توضیح وتفسیر روایت:

آج دُنیا میں اگر کوئی شخص نمازی ہو اور احکامِ اسلام کا پابند ہو تو غیر اسلامی ذہنیت کے حامل کچھ افراد خیال کرتے ہیں کہ یہ شخص بہت بے وقوف ہے کیونکہ اس نے مادی لذتوں سے اپنے آپ کو محروم کر رکھا ہے۔ اُن کی نظر میں اسلامی رسم ورواج اور احکام کے مطابق عمل کرنا اپنے آپ کو نعمتوں سے محروم کرکے بدبختی سے دوچار کرنے

---

[1] شیخ مفید، الاختصاص، ص ۱۸۸

اور زندان میں بند کرنے کے مترادف ہے جب کہ حقیقت میں یہ اُن کے اسلام سے ناآشنا ہونے کی دلیل ہے۔ تعلیماتِ اسلامی نے کبھی بھی مادی لذت سے محروم رہنے اور دیگر مادیات سے استفادہ نہ کرنے کا حکم نہیں دیا ہے لہٰذا اس قسم کی باتوں کو اسلام کی طرف نسبت دینا ناانصافی ہے۔ نظامِ اسلام انسان کو انسانی زندگی گزارنے کی ترغیب اور حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرنے سے منع کرتا ہے کہ جس کے نتیجے میں حیوانوں کے زمرے میں زندگی گذارنے والے افراد نظامِ اسلام کو سلبِ آزادی اور خواہشات کے منافی سمجھتے ہیں لہٰذا اس روایت میں ایسی خام خیالی کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی وقت مادی لذت اور معنوی اور روحانی لذتوں کا آپس میں ٹکراؤ ہو یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ عشقِ انسانی عشقِ الٰہی کے ساتھ ٹکرا جائے تو عشقِ الٰہی کو عشقِ انسانی پر مقدم کیا جائے کہ جس کے نتیجہ میں خداوند ابدی زندگی میں خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے گا۔ لہٰذا نمازی اور اسلام کے اصولوں کا پابند رہنے والا کسی مادی لذت سے محروم نہیں ہے بلکہ حقیقت میں اگر کوئی شخص آدھا گھنٹہ کے آرام کو چھوڑ دے اور نمازِ شب انجام دے تو خدا قیامت کے دن اس کے بدلے میں دائمی لذت عطا فرمائے گا۔ پس، اس مختصر وقت کی مادی لذت کا قیامت کی دائمی لذت کے حصول کی خاطر ترک کرنا لذتِ مادی سے محروم ہونا نہیں ہے۔

نمازِ شب پڑھنے کا ثواب:

انسان روزمرہ زندگی میں جو کام انجام دیتا ہے وہ دو طرح کے ہیں۔

۱۔ نیک۔

۲۔ بد۔

نیک عمل کو قرآن وسنت میں عملِ صالح سے یاد کیا گیا ہے جب کہ بد اور بُرے اعمال کو غیر صالح اور گناہ سے یاد کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عملِ صالح کا نتیجہ ثواب ہے اور ہر بُرے اعمال کا نتیجہ عِقاب (دکھ/عذاب) ہے لیکن ثواب اور عِقاب کا استحقاق اور کمیت وکیفیت کے بارے میں محققین اور مجتہدین کے مابین اختلافِ نظر ہے۔ علمِ اصول اور علمِ کلام میں تفصیلی بحث کی گئی ہے جس کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے۔

ثواب و عِقاب کے بارے میں تین نظریات ہیں:

۱) ثواب و عِقاب اور جزاء وعذاب جعلِ شرعی ہے۔

۲) عِقاب وثواب جعلِ عقلائی ہے۔

۳) دونوں عقلی ہیں۔

یہ بحث مفصل اور مشکل ترین مباحث میں سے ایک ہے جس کی تفصیل بیان کرنے کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے اس لیے فقط اشارہ کے طور پر ثواب و عِقاب کے بارے میں استاد محترم حضرت آیت اللہ العظمی وحید خراسانی کا نظریہ قابل توجہ ہے کہ آپ نے درسِ اصول کے خارج میں فرمایا کہ ثواب و عِقاب کا استحقاق عقلی ہے لیکن ثواب وعقاب کا اہدیٰ اور اعطا امرِ شرعی ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی نیک کام کو انجام دے تو عقلاً عمل کرنے والا مستحقِ ثواب ہے اسی طرح اگر کوئی شخص کسی بُرے کام کا مرتکب ہو تو عقاب وسزا کا عقلاً مستحق ہے لیکن ان کا دینا نہ دینا امرِ شرعی ہے یعنی اگر مولیٰ دینا چاہے تو دے سکتا ہے نہ دینا چاہے تو مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ عبد کسی چیز کا مالک نہیں ہے لہٰذا ثواب و عِقاب کا مطالبہ کرنے کا حق بھی نہیں رکھتا ہے پس

ثواب و عِقاب ہر نیک اور بد عمل کا نتیجہ ہے کہ جس کی طرف حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے یوں اشارہ فرمایا ہے :

”مامن عمل حسن یعمله العبد الا وله ثواب فی القرآن الا صلوة اللیل فان الله لم یبین ثوابها لعظیم خطرها عنده فقال تتجافا جنوبهم عن المضاجع فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانو یکسبون○“ [۱]

یعنی ہر نیک کام جسے بندہ انجام دیتا ہے تو اُس کا ثواب بھی قرآن میں مقرر کیا گیا ہے مگر نمازِ شب کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ جس کی وجہ سے قرآن میں اس کا ثواب مقرر نہیں ہُوا ہے (لہٰذا) خدا نے (نمازِ شب کے بارے میں) فرمایا ” **تتجافا جنوبهم عن المضاجع** “ یعنی نمازِ شب پڑھنے والے اپنے پہلوؤں کو رات کے وقت بستروں سے دُور کیا کرتے ہیں اور اس طرح فرمایا ” **فلا تعلم نفس ما اخفی من قرة عین بما کانو ایکسبون** “ یعنی اگر کوئی شخص نمازِ شب انجام دے تو اُس کا مقام اور ثواب مخفی ہے اُسے وہ نہیں جانتا ۔

توضیح وتفسیر:

اس حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ہر نیک کام کرنے کے نتیجہ میں ثواب ہے اور ان کا تذکرہ بھی قرآن میں کیا گیا ہے صرف نمازِ شب کے ثواب کو قرآن میں مقرر نہیں کیا گیا ہے جس کی علت یہ ہے کہ اس کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ اُسے خالق نے پردۂ راز میں رکھا ہے۔

---

[۱] باقر مجلسی، بحار، ج ۸ ص ۳۸۲

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۷﴾

(تو کوئی آدمی نہیں جانتا جو اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ رکھی گئی ہے صلے میں اُس کے جو وہ اعمال کرتے تھے۔) [1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ شب تمام مشکلات کو دُور کرنے کا ذریعہ، کامیابی کا بہترین وسیلہ اور سعادتِ دُنیا و آخرت کے لیے مفید ہے، لہٰذا خدا سے ہماری دعا ہے کہ ہم سب اس نعمت سے مالامال ہوں پس مذکورہ آیات و روایات سے نمازِ شب کی اہمیت اور عظمت قرآن وسنت کی روشنی میں واضح ہوگئی۔

نمازِ شب اور چہاردہ معصومین (علیہم السّلام) کی سیرت

الف) پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیرت:

مذہب تشیع کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ انبیا وائمہ علیہم السّلام کے علاوہ حضرت زہرا (سلام اللہ علیہا) جیسی ہستی کو بھی معصوم مانتے ہیں کہ جو ہماری کتابوں میں چہاردہ معصومین (علیہم السّلام) کی عنوان سے مشہور ہیں۔ چہاردہ معصومین (علیہم السّلام) میں سے پہلی ہستی حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی انسانوں کے مابین کچھ احکامِ الہیہ میں فرق ہے یعنی خدا کی طرف سے کچھ احکام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب ہیں جبکہ یہی احکام دوسرے انسانوں کے لئے مستحب کی شکل میں بیان ہوئے ہیں، جیسے نمازِ شب۔ پس

---

[1] سورۃ سجدہ:۱۷

اسی مختصر تشریح سے بخوبی یہ علم ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت میں نمازِ شب کا کیا نقش و اثر تھا۔ لہٰذا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر چلنے کی خواہش رکھنے والوں کو نمازِ شب ہمیشہ انجام دینا ہوگی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے بطور واجب ہمیشہ انجام دیتے تھے۔

ب) حضرت علی کی سیرت:

چہاردہ معصومین علیہم السّلام میں سے دوسری ہستی حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السّلام ہیں۔ اگر ہم نمازِ شب کے بارے میں علی علیہ السّلام کی سیرت جاننا چاہیں تو علی علیہ السّلام کے ذریں کلمات سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ نمازِ شب نُور ہے تو میں نے اس جملہ کے سننے کے بعد کبھی بھی نمازِ شب کو ترک نہیں کیا۔ اُس وقت ابنِ کوّا نے آپ سے پوچھا یاعلی! کیا آپ نے ''لیلۃ الھریر'' کو بھی نمازِ شب نہیں چھوڑی؟ فرمایا، جی ہاں۔

توضیح:

''لیلۃ الھریر'' سے مراد جنگ صفین کی راتوں میں سے ایک رات ہے کہ جس رات امیرالمومنین علیہ السّلام کے لشکر نے دشمنوں سے مقابلہ کیا اور خود حضرت علی علیہ السّلام نے دشمنوں کے پانچ سوتئیس (۵۲۳) افراد کو واصل جہنم کیا اس فضا اور ماحول میں بھی حضرت علی نے نماز شب کو ترک نہیں فرمایا۔[۱]

---

[۱] باقر مجلسی، بحارالانوار ج ۲۱

یہ نمازِ شب کی اہمیت اور فضیلت کی بہترین دلیل ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السّلام نے تمام تر سختیوں اور مشکلات کے باوجود قرآن و سنت کی حفاظت کی خاطر اس کو نہیں چھوڑا جبکہ آپ نے کئی جنگوں میں شرکت کی۔ آپ ہر وقت اصحاب سے تاکید کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ ہماری کامیابی صرف واجبات کی ادائیگی میں نہیں ہے بلکہ نمازِ شب جیسے نافلہ میں پوشیدہ ہے۔ اسی لئے آپ سے منقول ہے کہ ایک دن ایک گروہ آپ علیہ السلام کے پیچھے پیچھے جارہا تھا تو آپ نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اُنھوں نے کہا کہ ہم آپ کے ماننے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر کیوں ہمارے ماننے والوں کی علامات تم میں دیکھائی نہیں دیتیں؟ اُنھوں نے پوچھا آپ کے ماننے والوں کی علامات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اُن کے چہرے کثرتِ عبادت سے زرد، بدن کثرتِ عبادت کی وجہ سے کمزور، زبان ذکرِ الٰہی کے نتیجہ میں خشک اور اُن پر ہمیشہ خوفِ الٰہی غالب آنا ہمارے پیروکاروں کی علامتیں ہیں کہ جو تم میں نہیں پائی جاتیں۔[1] پس خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام کی سیرت نمازِ شب کے بارے میں وہی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور باقی انبیاء علیہم السلام کی تھی۔

ج) حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی سیرت:

چہاردہ معصومین (علیہم السّلام) میں سے تیسری ہستی حضرت زہرا (سلام اللہ علیہا) ہے کہ جو عبادات اور تہجد میں ایسی سیرت کی مالک تھیں کہ جیسے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور علی علیہ السّلام تھے۔ لہٰذا جب آپ سلام اللہ علیہا محرابِ عبادت میں مشغولِ عبادت ہوتی تھیں تو فرشتے دولت سراء میں حاضر ہوجاتے تھے اور آپ کے

---

[1] شیخ صدوق، کتاب صفات الشیعہ

گھریلو کاموں کو انجام دیتے تھے۔ اس مطلب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مخلص صحابی جناب ابوذر غفاریؓ نے یوں بیان کیا ہے کہ ایک دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے حضرت علی (علیہ السّلام) کو بلانے کے لئے بھیجا تو میں نے دیکھا کہ علی (علیہ السّلام) اور زہرا (سلام اللہ علیہا) مصلیٰ پر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہیں اور چکی بغیر کسی پسینے والے کے حرکت کر رہی تھی۔ میں نے اس منظر کو پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،'' اے ابوذر! تعجب نہ کرو کیونکہ حضرت زہرا (سلام اللہ علیہا) کی عظمت اور شرافت خدا کی نظر میں بہت زیادہ ہے، زہرا (سلام اللہ علیہا) کی گھریلو ذمہ داریوں میں سے ایک چکی چلانا بھی ہےاور جب زہرا (سلام اللہ علیہا) خدا کی عبادت میں مصروف ہوجاتی ہیں تو خدا اُن کی مدد کے لئے فرشتے مامور فرما تاہےاور چکی کو چلانے والے وہی فرشتے ہیں۔'' نیز امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہماری والدہ گرامی شبِ جمعہ کو شب بیداری کرتی تھیں تو نمازِ شب انجام دینے کے بعد جب صبح نزدیک ہوجاتی تو مومنین کے حق میں دعائیں کرتیں... الخ۔ پس حضرات زہرا سلام اللہ علیہا کی سیرت پر چلنے کی خواہش رکھنے والی خواتین کو چاہیے کہ نماز شب نہ بھولیں کیونکہ نماز شب ہی میں تمام سعادتیں پوشیدہ ہیں۔

د) حضرت زینب (سلام اللہ علیہا) کی سیرت:

جس طرح جناب فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کی معرفت وعظمت سے ابھی تک اہلِ اسلام بخوبی آگاہ نہیں ہوسکے اسی طرح جناب زینب کبریٰ (سلام اللہ علیہا) کی انقلاب ساز شخصیت سے بھی آشنائی نہیں رکھتے۔ بی بی زینب (سلام اللہ علیہا) زندگی

کے ہر میدان میں انسانیت کے لئے ایک کامل نمونۂ عمل ہیں۔ آپ (سلام اللہ علیہا) ہمیشہ اپنی والدہ گرامی کی طرح رات کی تاریکی میں محرابِ عبادت میں خدا سے راز و نیاز میں مشغول رہتی تھیں۔

اس امر کا انکشاف تاریخ کرتی ہے کہ کربلا، کوفہ اور شام میں درپیش عظیم مصائب کے باوجود آپ (علیہا السّلام) تلاوتِ قرآن اور نمازِ شب انجام دیتی تھیں اور اپنے اہلِ بیت اور رشتہ داروں کو بھی اس کی تلقین فرماتی تھیں۔ اسی طرح نمازِ شب کا انجام دینا نہ صرف حضرت زہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی سیرت تھی بلکہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خادمہ فضہ کی بھی تھی۔

پس، خواتین اگر جناب زہرا (سلام اللہ علیہا) جناب زینب (سلام اللہ علیہا) اور حضرت فضہؓ کی سیرت پر چلنا چاہتی ہیں تو اُنھیں چاہیے کہ وہ نمازِ شب فراموش نہ کریں۔

ر) نماز شب اور باقی ائمہ (علیہم السّلام) کی سیرت:

ائمہ علیہم السّلام میں سے دوسری اور چہاردہ معصومین علیہم السّلام میں سے چوتھی ہستی حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام ہے۔ اگر آپ کی سیرت کا مطالعہ نمازِ شب کے حوالے سے کیا جائے تو وہی سیرت آپ کی بھی ہے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تھی۔ آپ ہمیشہ رات کے آخری وقت میں نمازِ شب انجام دیتے تھے۔ حضرت علی علیہ السّلام کی شہادت کے بعد اُس پُر آشوب فضا اور ماحول میں اسلام، قرآن اور خاندانِ رسالت کے نام زندہ رہنا ناممکن تھا لیکن آپ کی عبادت اور شب بیداری کے

نتیجہ میں قرآن اور اسلام کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنی حقانیت کو بھی ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے نیز حضرت امام حسین علیہ السّلام کی بھی پوری زندگی عبادتِ الٰہی اور قرآن وسنت کی حفاظت میں گزری۔

کہا جاتا ہے کہ امام حسین علیہ السّلام کی سیرتِ طیبہ میں اہم ترین سیرت نمازِ شب ہے۔ آپ رات کو خدا سے راز و نیاز کرنے کے اتنے عاشق تھے کہ جب کربلا میں پہنچے تو اپنے بھائی جناب عباس علیہ السّلام سے نویں محرم کے دن کہنے لگے کہ آپ دشمنوں سے ایک رات کی مہلت لیجئے تاکہ آخری شب قرآن کی تلاوت اور عبادت الٰہی میں گزار سکوں اور خدا جانتا ہے کہ مجھے نمازِ شب اور تلاوتِ قرآن سے کتنی محبت ہے۔

امام سجاد علیہ السّلام کی سیرت بھی عبادتِ الٰہی کے میدان میں کسی سے مخفی نہیں ہے کیونکہ آپ کو دوست ودشمن دونوں سیدالساجدین اور زین العابدین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آپ کی پوری زندگی یزید (لعنۃ اللہ علیہ) کی سختیوں کے باوجود سجدے اور شب بیداری میں گذاری چنانچہ اس کا اندازہ ہم ان سے منقول ادعیہ جو صحیفۂ سجادیہ کے نام سے معروف ہے کرسکتے ہیں۔ یہ آپ کی شب بیداری کا نتیجہ تھا کہ جس سے دشمنوں کو ناکام ہونا پڑا اسی لئے آپ کی شب بیداری اور عبادت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے:

"وكان علی ابن الحسين يقول العفو ثلاثمائة مرة فی الوتر فی السحر۔"

یعنی امام سجاد علیہ السّلام کی زندگی کا یہ معمول تھا کہ آپ ہمیشہ وتر کے قنوت میں سحر کے وقت تین سو مرتبہ ''العفو'' کا ذکر کیا کرتے تھے۔ پس ہر سختی ومشکل کے موقع پر کام آنے والا واحد ذریعہ نمازِ شب ہے جو تمام انبیاعلیہم السّلام اور ائمہ علیہم السّلام کی

تعلیمات سے بھی واضح ہے کہ اُنھوں نے ہمیشہ اس عظیم وسیلہ سے مدد لی ہے اور دوسروں کو اس کی دعوت دی ہے۔

اسی طرح امام محمد باقر علیہ السّلام اور امام جعفر صادق علیہ السّلام کی سیرت کا اندازہ اُن سے منقول روایات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے، نیز امام موسی کاظم باب الحوائج علیہ السّلام، امام رضا علیہ السّلام، امام محمد تقی علیہ السّلام، امام علی نقی علیہ السّلام، امام حسن العسکری علیہ السّلام اور امامِ زمان علیہ السّلام کی سیرت میں بھی نمازِ شب واضح طور پر نظر آتی ہے کہ جو ہر سختی ومصیبت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

د) علماء کی سیرت اور نماز شب:

علم ومعنویت کے میدان میں ہماری ناکامی کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں:

۱) قرآنی تعلیمات اور چہاردہ معصومین علیہم السّلام کی سیرت کو اپنی روز مرہ زندگی کے لئے نمونہ عمل قرار نہ دینا۔

۲) بزرگ علمائے دین حضرات کی سیرتوں پر نہ چلنا جس کی وجہ سے انسان اخلاقی اور اصول وفروع کے مسائل سے بے خبر رہ جاتا ہے۔ چنانچہ اگر انسان ان کی سیرت پر نہ چلے تو دنیوی زندگی میں ناکام اور شقاوت سے ہمکنار اور اخروی زندگی میں بدبختی اور نابودی کے علاوہ کچھ نہیں پا سکتا لہٰذا نماز شب کے بارے میں علماء اور مجتہدین کی سیرت کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے تاکہ تہجد گزار حضرات کے لئے اطمینانِ قلب اور تشویق (آرزومندی) کا باعث بنے کیونکہ مجتہدین، عصرِ غیبت میں ائمہ علیہم السلام کے نائب اور حجتِ خدا ہیں تب ہی تو قرآن میں فرمایا:

"انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"

اور ائمہ علیہم السلام نے فرمایا:

"العلماء امنا العلماء ورثۃ الانبیاء"

الف) نماز شب اور امام خمینیؒ کی سیرت:

دورِ حاضر کے مجتہدین میں سے ایک آیت اللہ العظمیٰ امام خمینی ہیں جنہوں نے اسلام کے پرچم کو بیسویں صدی کے اواخر میں بلند کر کے مذہب تشیع کے اس نظریئے کی ایک بار پھر تجدید کردی کہ علمائے ربانی ہی ائمہ علیہم السلام کے حقیقی وارث اور نائب ہیں اور اُن کی پیروی تمام دینی اور دنیاوی امور میں لازم ہے۔ اُن کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ائمہ اطہار علیہم السّلام کی سیرت کے مطابق تھی یہی وجہ ہے کہ وہ ایک بڑے مقام پر فائز ہوئے۔ دُنیا اُن کے عظیم کارناموں کو ہمیشہ یاد رکھے گی، پس اہلِ علم حضرات کو چاہیئے کہ وہ اُن کے اسلامی اور انقلابی افکار کو ہمیشہ اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔ وہ عالم باالزمان تھے اسی لیے اُنہوں نے معاشرے کو اسلامی رنگ میں رنگنے کی کوشش کی اور شرق وغرب کے طاغوت کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر کے رکھ دیا۔ یہ تمام طاقت اور مدد اسلام کے انسان ساز عبادی پہلوں سے کما حقہٗ فیض اٹھانے کی وجہ سے حاصل ہوئی چنانچہ یہی وجہ ہے کہ فرعونِ ایران کے سپاہی آپ کو گرفتار کر کے تہران لے جارہے تھے تو اُنہوں نے مامورین سے نمازِ شب انجام دینے کی اجازت مانگی۔ اسی طرح جب وہ ایک روز بیمار ہوئے تو ہسپتال میں مرض کی حالت میں بھی نمازِ شب کو قضا نہ ہونے دیا۔ تیسرا موقع وہ ہے کہ جب امام خمینیؒ نجف

اشرف سے کویت جانے پر مجبور ہوئے تو سفر کے باوجود اُنھوں نے نمازِ شب انجام دی۔ اسی طرح کے اور بھی متعدد موارد اُن کے حالاتِ زندگی میں ملتے ہیں اسی لئے آج اکیسویں صدی کی دُنیا حیران ہے کہ ایک عمر رسیدہ ناتواں انسان نے اڑھائی ہزار سالہ شہنشا ہیت کے بُت کو اس طرح سرنگوں کر کے رکھ دیا اس کی وجہ کیا تھی؟ جبکہ وہ کسی خاص سیاسی تربیت گاہ کے تربیت یافتہ نہ تھے اور نہ ہی کسی سیاسی گھرانے میں پرورش پائی تھی۔ اس کا راز نمازِ شب جیسی انسان ساز عبادت اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہے اسی لیے اُنہوں نے اس دُنیا میں اپنے جانے سے پہلے اس فکر کو چھوڑا کہ اسلام کا نظام ہی فقط دُنیا کے قوانین پر حاکم ہے اور کسی شرق و غرب کے قوانین کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ عوام پر حکومت کرے۔

ب) شہید مطہری کی سیرت:

آپ جانتے ہیں کہ شریعتِ اسلام میں جامِ شہادت نوش کرنے کی فضیلت اور اہمیت کیا ہے۔ جامِ شہادت نوش کرنے کی توفیق ہر انسان کو نہیں ملتی تب ہی تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا (بل احیاء عند ربھم یرزقون)۔ جامِ شہادت نوش کرنے کے لیے کچھ خاص اسباب درکار ہوتے ہیں اور شہید مطہری کو بارگاہِ ایزدی میں سجدہ زیر ہونے کی توفیق حاصل ہوئی تھی اس لیے شہادت نصیب ہوئی۔ شہید ہونے کا سبب اُن کی نمازِ شب اور خدا سے راز و نیاز اور دیگر مستحبات کو انجام دینا تھا کہ جس کو پابندی کے ساتھ انجام دینے کا سلسلہ اُنھوں نے طالب علمی کے زمانہ ہی سے شروع کر رکھا تھا۔ اس مطلب کو اُن کے ساتھیوں میں سے کچھ نے یوں نقل کیا ہے کہ شہید مطہری مدرسہ

میں نمازِ شب کے سختی سے پابند تھے اور ہمیں بھی تہجّد انجام دینے کی نصیحت کرتے تھے لیکن ہم شیطان کے فریب اور دھوکے کی وجہ سے بہانے کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ایک دن کسی دوست کو نمازِ شب انجام دینے کی نصیحت فرمائی لیکن اُنہوں نے کہا مدرسہ کا پانی میرے لیے مضر ہے۔ میں وضو نہیں کرسکتا کیونکہ یہ پانی نمکین ہے جو میری آنکھ کے لیے نقصان دہ ہے۔ مدرسہ سے دُور ایک نالہ بہتا تھا، شہید مطہری اپنے دوست کے اس عذر کے پیشِ نظر آدھی رات کے وقت اُس نالے سے پانی لے آئے تا کہ ان کا دوست نمازِ شب جیسی نعمت سے محروم نہ رہے۔

اسی طرح شہید کے بارے میں رہبر نے نقل کیا کہ شہید مطہری نمازِ شب کے بے حد پابند تھے یہی وجہ ہے کہ آج کل کے محققین پریشان نظر آتے ہیں کہ مطہری کے افکار معاشرے میں اتنے زیادہ موثر کیوں ہیں؟ جبکہ اُن کے نظریے دوسرے محققین کے نظریات سے زیادہ مستدل نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نمازِ شب اور شب بیداری کی برکات کے ساتھ نظریات کو جمع کیے ہوئے تھے۔

ج) نماز شب اور علامہ طباطبائی کی سیرت:

دُنیا کا ہر دانشمند جانتا ہے کہ علامہ طباطبائی دینی اور فلسفی مسائل میں اکیسویں صدی کے تمام محققین سے آگے تھے۔ شہید مطہری نے علامہ طباطبائی کے بارے میں یوں فرمایا، ”علامہ طباطبائی کی شخصیت اور اُن کے عمیق نظریات کو لوگ مزید ایک صدی کے بعد سمجھ سکیں گے کہ جس کی تائید المیزان جیسی تفسیرِ قرآن کے مطالعہ سے ہوتی ہے کہ اتنی توفیق، ہمّت اور فہم و ادراک کسی عام انسان کو حاصل ہونا محال عادی ہے۔“ اسی لیے سوال کیا جاتا ہے مالی مجبوری ہونے اور کوئی پشت پناہ نہ ہونے کے باوجود علم کے

سمندر اور بے بہا گوہر حوزہ علمیہ قم اور دیگر جہاں کے گوشے گوشے میں علامہ طباطبائی کے نام سے کیوں منوّر ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ علومِ دینی کے حصول کی خاطر نجف اشرف تشریف لے گئے تو کبھی کبھار مرحوم عارف زمان قاضی کی زیارت کو جاتے تھے، اُنھوں نے اُن کے حوالے دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن قاضی نے مجھ سے فرمایا، ''اے طباطبائی! دُنیا چاہتے ہو یا آخرت؟ اگر آخرت کے خواہاں ہو تو نمازِ شب انجام دو کیونکہ آخرت کی زندگی نمازِ شب میں مخفی ہے۔'' اس بات نے مجھ پر اتنا اثر کیا کہ نجف سے ایران آنے تک شب و روز قاضی کی مجلس میں جاتا تھا تاکہ ایسے مؤثر نصائح سے خوب مستفید ہوسکوں ۔ اس واقعہ میں علامہ نے صریحاً نہیں کہا کہ میں ایران واپس آنے تک ہمیشہ اُن کی نصیحت کی وجہ سے پابندی کے ساتھ نمازِ شب انجام دیتا رہا ہوں لیکن اشارتاً مطلب روشن ہے۔ لہٰذا آپ کی نمازِ تہجدّ اور تقویٰ کا نتیجہ ہے کہ آج آپ کی علمی تالیفات پر حوزہ کے تمام دانشمند ناز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور آپ کے تربیت یافتہ شاگرد علم و تقویٰ میں دوسروں سے آگے دکھائی دیتے ہیں۔ پس توفیق اور ہمّت کا عظیم سرچشمہ نمازِ شب ہے کہ جسے ہمیں کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔

د) نمازِ شب اور شہید قدّوسی کی سیرت:

شہید قدّوسی مستحبّات کی انجام دہی اور مکروہات کو ترک کرنے میں خاصے پابند تھے۔ وہ نمازِ شب کی اہمیت کے اس قدر قائل تھے کہ مدارس دینیہ کے طلّاب اور علمائے کرام کے لیے نمازِ شب کو پابندی کے ساتھ انجام دینا لازم سمجھتے تھے۔ یعنی اگر کوئی طالب علم نمازِ شب انجام دینے میں کوتاہی کرے تو اُن کی نظر میں وہ طالب علم شمار نہیں ہوتا تھا ۔ اسی طرح بہت سی علما اور مجتہدین کی سیرت نمازِ شب اور رات کو خدا سے راز و نیاز کرنا ہی

رہی ہے۔ چنانچہ جتنے بھی مجتہدین گزرے ہیں یا اس وقت زندہ ہیں ان تمام حضرات کی زندگی میں نمازِ شب شامل رہی ہے اور محترم اساتذہ کرام مرحوم آیۃ اللہ العظمیٰ بروجردی کے حوالہ سے نقل کرتے تھے کہ آقای بروجردی نے کہا مرحوم آیۃ اللہ محمد باقر، آیۃ اللہ میرزا، آیۃ اللہ قوچانی وغیرہ نمازِ شب کے قنوت میں قیام کی حالت میں دُعائے ابوحمزہ ثمالی[1] پڑھا کرتے تھے۔

ر) نماز شب اور مرحوم شیخ حسن مہدی آبادی کی سیرت:

ہمارے استاد محترم مؤسس مدارس دینیہ و مراکز علمیہ، محسن ملت مرحوم شیخ مہدی آبادی کی سیرت ہم سب کے لئے نمونہ عمل ہے کیونکہ آپ ہمیشہ طلبا اور علما سے تہجد کی سفارش کرتے اور خود بھی ہمیشہ پابند رہتے تھے اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بلتستان جیسے پسماندہ علاقہ میں علومِ آلِ محمد کی شمع جلائے اور بیسیوں مدارس، سیکڑوں دینیات سینٹرز، مساجد، امام بارگاہیں اور دینی مراکز قائم کر کے مذہب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج کا ایسا وسیلہ فراہم کیا جو رہتی دنیا تک جاری رہے گا اللہ تعالیٰ ان کو تہجد گذاروں کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین۔

---

[1] دعائے ابوحمزہ ثمالی وہ دعا ہے جسے ابوحمزہ ثمالی نے امام سجاد (علیہ السّلام) سے نقل کیا ہے۔ یہ دعا نہایت عمدہ اور فصیح الفاظ میں عظیم المرتبت مضامین پر مشتمل ہے جس میں قبر کی تاریکی اور تنہائی، قیامت کی ہولناکی، گناہوں کے بوجھ کی سنگینی اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے معصوم خاندان کی اطاعت اور پیروی کی ضرورت کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ دعا ماہِ رمضان میں سحر کے اوقات میں پڑھی جاتی ہے اور اس مہینے کی سحر کی دعاؤں میں طویل ترین دعا ہے۔ (ویکی شیعہ)

مآخذ

قرآن کریم۔

ابن بابویه قمی، محمد بن علی،(التوحید)، محقق: ھاشم حسینی طھرانی، جماعة المدرسین فی الحوزة العلمیة فی قم المقدسة، 1398ھق، قم۔

ابن بابویه، الخصال۔

امام خمینی، (توضیح المسائل)۔

حر عاملی، محمد بن حسن،(وسائل الشیعة)، مؤسسة آل البیت، 1409ھق، قم۔

طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، تحقیق: خلیل المیس، دار الفکر، بیروت لبنان، 1415ھق/1995ع۔

فضل بن الحسن الطبرسی، مجمع البیان، انتشارات ناصر خسرو، 1372ھ، تهران۔

عرفانیان، میرزا غلامرضا، (صلاة اللیل، فضلها و وقتها و عددها و کیفیتها و الخصویات الراجعة الیها من الکتاب و السنة)، مطبعة الادب، 1401ھق، النجف الاشرف۔

قمی، عباس،(مفاتیح الجنان)، نشر مشعر، چاپ اول، 1378ھ، تهران۔

کلینی، محمد بن یعقوب، کافی، دار الکتب الإسلامیة، 1407ھق۔

متقی ہندی، علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنین الاقوال والافعال، تحقیق: بکری حیانی، مؤسسة الرسالة، بیروت، 1409ھ ق/ 1989ع۔

محمدباقر مجلسی، (بحارالانوار) دار احیاء التراث العربی، 1403ھ ق، بیروت۔

ملکی تبریزی، میرزا جواد، (اسرار الصلوة)، ترجمہ: رضا رجب زادہ، انتشارات پیام آزادی، چاپ ہفتم، 1376ھ، تہران۔

نوری طبرسی، میرزا حسین، مستدرك الوسائل، مؤسسة آل البیت علیہم السّلام لاحیاء التراث، بیروت 1408ھ ق/ 1987ع۔